ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

6

www.tanzeem.org

4تا10 فروری 2014ء / 4تا10 ربیع الثانی 1435ھ

اسلامی تحریک جراتمند کارکن تیار کرے

چونکہ اسلامی تحریک آج مختلف قسم کے دباؤ اور چیلنجوں کا سامنا کر رہی ہے اور ہنگامہ دار وگیر اور غلغلۂ رست خیز کا اسے تجربہ ہوتا جا رہا ہے، اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ واضح راستوں پر چلے اور ہدایت و علم کی روشنی میں اس کا سفر خوب نمایاں ہو۔ وہ دوسرے رُجحانات وخیالات، ہنگاموں اور عارضی اسباب و ذرائع سے متاثر نہ ہو اور جلد منزل تک پہنچنے کے لئے جست لگانے کی کوشش نہ کرے۔ ...... دورِ جدید کی تحریک اسلامی کو چاہیے کہ وہ اپنے کارکنوں اور داعیوں میں ایثار وقربانی کی روح پھونکے، انہیں وقتاً فوقتاً ایسی ذمہ داریاں اور فرائض سونپے جو انہیں زمانے کے مقابلے میں جرأت وشجاعت، اقدام اور قربانی کا عادی بنا سکیں اور ان کے دلوں سے کمزوری، خوف اور شکست کے عوامل کا استیصال کر سکیں۔ اسلامی تحریک کو تربیت اور تعمیر کے مختلف میدانوں میں ذمہ داری کی عظمت اور اس کے لئے درکار صلاحیت کو ملحوظ رکھنا ہوگا اور اُن خطرات ومصائب کی ابھی سے تیاری کرنی ہوگی جو اس ذمہ داری میں پوشیدہ ہیں اور جن کی تحریک اور اس کے افراد برابر منتظر رہتے ہیں۔ ان کو ہر طرح سے مجاہدہ اور کشمکش اور آزمائش کے لئے تیار کرنا ہوگا اور دنیوی ساز وسامان سے نفرت اور سادگی وفقر کی زندگی کا عادی بنانے کی جدوجہد کرنی ہوگی۔

اس مرحلہ میں اسلام پختہ وجرأت مند متحرک عناصر کا شدت سے حاجت مند ہے۔ رہے مضمحل اور بُزدل عناصر تو جس معرکہ سے اسلام آج گزر رہا ہے، اس میں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تحریک اسلامی

استاد فتحی یکن

اس شمارے میں

چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل

لہو پھیل رہا ہے

پاکستان کا مستقبل اور عالمی حالات

حلقہ خواتین کا ششماہی اجتماع

نصاب تعلیم اور قوم کا مستقبل

حدیبیہ یا ویتنام؟

مانوس اجنبی چل دیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الحِجر | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | (آیات 49 تا 56)

نَبِّئۡ عِبَادِیۡۤ اَنِّیۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّ عَذَابِیۡ ہُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِیۡمُ ﴿۵۰﴾ وَ نَبِّئۡہُمۡ عَنۡ ضَیۡفِ اِبۡرٰہِیۡمَ ﴿۵۱﴾ اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ
فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنۡکُمۡ وَجِلُوۡنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوۡا لَا تَوۡجَلۡ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرۡتُمُوۡنِیۡ عَلٰۤی اَنۡ مَّسَّنِیَ
الۡکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوۡنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوۡا بَشَّرۡنٰکَ بِالۡحَقِّ فَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡقٰنِطِیۡنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَ مَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ ﴿۵۶﴾

آیت ۴۹ ﴿نَبِّئۡ عِبَادِیۡۤ اَنِّیۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۴۹﴾﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) میرے بندوں کو بتا دیجیے کہ میں یقیناً بہت بخشنے والا‘ نہایت رحم کرنے والا ہوں۔‘‘

آیت ۵۰ ﴿وَ اَنَّ عَذَابِیۡ ہُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِیۡمُ ﴿۵۰﴾﴾ ’’اور یہ کہ میرا عذاب بھی بہت دردناک عذاب ہے۔‘‘

یقیناً میں غفور اور رحیم ہوں‘ مگر دوسری طرف میرا عذاب بھی بہت سخت ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی شخص نڈر اور نچنت بھی نہ ہو جائے‘ بلکہ میرے بندوں کو ہر وقت ’’بین الخوف والرجا‘‘ کی کیفیت میں رہنا چاہیے۔ وہ میری رحمت اور مغفرت کی امید بھی رکھیں اور میرے عذاب سے ڈرتے بھی رہیں۔

آیت ۵۱ ﴿وَ نَبِّئۡہُمۡ عَنۡ ضَیۡفِ اِبۡرٰہِیۡمَ ﴿۵۱﴾﴾ ’’اور انہیں ذرا بتایئے ابراہیمؑ کے مہمانوں کے بارے میں۔‘‘

یہ واقعہ تھوڑے بہت فرق کے ساتھ ہم سورۂ ہود کے ساتویں رکوع میں بھی پڑھ چکے ہیں۔

آیت ۵۲ ﴿اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنۡکُمۡ وَجِلُوۡنَ ﴿۵۲﴾﴾ ’’جب وہ داخل ہوئے آپؑ کے ہاں تو انہوں نے سلام کیا‘ آپؑ نے کہا کہ ہمیں تو تم سے خوف آ رہا ہے۔‘‘

آپ کے اجنبی ہونے کی وجہ سے ہمیں آپ سے خدشہ ہے۔ لہٰذا بہتر ہوگا اگر آپ لوگ اپنی شناخت کروا دیں۔

آیت ۵۳ ﴿قَالُوۡا لَا تَوۡجَلۡ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ ﴿۵۳﴾﴾ ’’انہوں نے کہا کہ ڈریئے نہیں‘ ہم آپؑ کو ایک صاحب علم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔‘‘

فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت اس سے چند برس قبل ہو چکی تھی۔ واضح رہے کہ قرآن حکیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے ’’غلام حلیم‘‘ اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے لیے ’’غلام علیم‘‘ کے الفاظ آتے ہیں۔

آیت ۵۴ ﴿قَالَ اَبَشَّرۡتُمُوۡنِیۡ عَلٰۤی اَنۡ مَّسَّنِیَ الۡکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوۡنَ ﴿۵۴﴾﴾ ’’آپؑ نے کہا کہ کیا تم مجھے خوشخبری دے رہے ہو باوجود اس کے کہ مجھ پر بڑھاپا طاری ہو چکا ہے‘ تو تم مجھے یہ کیسی خوشخبری دے رہے ہو!‘‘

عَلٰی یہاں پر ’’علی الرغم‘‘ کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے کہ میرے بڑھاپے کے باوجود تم مجھے جو بیٹے کی خوشخبری دے رہے ہو تو کہیں تم لوگوں کو کوئی مغالطہ تو نہیں ہو رہا؟

آیت ۵۵ ﴿قَالُوۡا بَشَّرۡنٰکَ بِالۡحَقِّ فَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡقٰنِطِیۡنَ ﴿۵۵﴾﴾ ’’انہوں نے کہا کہ ہم آپؑ کو حق کے ساتھ بشارت دے رہے ہیں‘ تو آپؑ ناامید لوگوں میں سے نہ ہوں۔‘‘

انہوں نے بتایا کہ ہم آپ کے ربّ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اور یہ جو بشارت ہم نے آپؑ کو دی ہے یہ حقیقی اور قطعی بات ہے‘ بالکل ایسا ہی ہوگا۔

آیت ۵۶ ﴿قَالَ وَ مَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ ﴿۵۶﴾﴾ ’’آپؑ نے کہا کہ کون ہوگا جو اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہو‘ سوائے گمراہوں کے!‘‘

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور رحمت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ستاسی (۸۷) برس کی عمر میں بیٹا عطا کیا۔ اسی طرح کا معاملہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ بھی پیش آیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ محترمہ ساری عمر بانجھ رہیں‘ مگر جب وہ دونوں میاں بیوی بہت بوڑھے ہو چکے تھے تو اللہ نے انہیں بیٹا (حضرت یحییٰ علیہ السلام) عطا کیا۔

فرمان نبویؐ

عَنۡ اَبِیۡ بَکۡرِ بۡنِ اَبِیۡ زُھَیۡرٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ: اُخۡبِرۡتُ اَنَّ اَبَابَکۡرٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ: یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ کَیۡفَ الصَّلَاحُ بَعۡدَ ھٰذِہِ الۡآیَۃِ: ﴿لَیۡسَ بِاَمَانِیِّکُمۡ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَھۡلِ الۡکِتَابِ مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ﴾ فَکُلَّ سُوۡءٍ عَمِلۡنَا جُزِیۡنَا بِہٖ؟ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا اَبَابَکۡرٍ، اَلَسۡتَ تَمۡرَضُ؟ اَلَسۡتَ تَنۡصَبُ؟ اَلَسۡتَ تَحۡزَنُ؟ اَلَسۡتَ تُصِیۡبُکَ اللَّاۡوَاءُ؟ قَالَ: بَلٰی، قَالَ فَھُوَ مَا تُجۡزَوۡنَ بِہٖ))

(مسند احمد)

ابوبکر بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اس آیت کے بعد کیسے بچاؤ ہوگا: ’’تمہاری اور اہل کتاب کی خواہشوں کے مطابق نہیں ہوگا بلکہ جو کوئی برائی کرے گا اسے اس کی سزا ملے گی‘‘ پس ہم نے جو بھی برائی کی ہوگی اس کی سزا ملے گی؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ آپ کو معاف کرے اے ابوبکرؓ! کیا آپ بیمار نہیں ہوتے؟ کیا آپ کو تھکاوٹ نہیں ہوتی؟ کیا آپ کو غم نہیں آتے؟ کیا آپ کو تکالیف نہیں آتیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ تو ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: پس یہ بدلہ ہے آپ کی برائیوں کا‘‘۔

اداریہ

محبوب الحق عاجز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

مسلمان انتہا پسند ہیں، بنیاد پرست ہیں، جنونی ہیں، سب سے بڑھ کر یہ دہشت گرد ہیں، جن سے انسانیت اور عالمی امن کو خطرہ ہے۔ اس قوم کے افسانوں سے بوئے خون آتی ہے۔ خون ریزی، قتل و غارت اور سفاکیت ان کے مزاج کا حصہ ہے۔ لہٰذا جیسے بھی ہو، ان کا راستہ روکو، بالخصوص سیاسی اسلام کو کسی صورت اُبھرنے نہ دو، ورنہ مسلمان تہذیب کو غارت اور تمدن کو نابود کر دیں گے۔ اپنے علاوہ کسی کو بھی جینے نہ دیں گے اور دوسری قوموں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں گے۔ اغیار کے لگائے گئے ان الزامات میں چند ایک جزوی طور پر درست ہیں۔ مسلمان اس لحاظ سے بجا طور پر انتہا پسند ہیں کہ وہ انسانوں میں اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کسی کو قابل تقلید نہیں سمجھتے، کسی کا اتباع اس طرح لازم نہیں سمجھتے۔ اسی طرح مسلمان اس معنی میں بنیاد پرست ہیں کہ دین کے بنیادی احکامات میں رتی بھر تبدیلی یا ترمیم کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور یہ بات بھی درست ہے کہ اللہ سے شدید محبت اور عشق رسول ﷺ اگر جنون کی کیفیت اختیار نہیں کرتا تو مسلمان راکھ کا ڈھیر ہے، مومن نہیں کہلا سکتا۔ اسلامی تاریخ اس بات کی بھی گواہ ہے کہ انسانوں کو ظلم و ستم سے بچانے کے لئے، انہیں معاشی اور معاشرتی استحصال سے نجات دلانے کے لئے، انسان کو انسان کی غلامی اور بندگی سے بچانے کے لئے مسلمانوں نے اپنی تلواریں برہنہ کر کے باطل اور استحصالی قوتوں کا سر کچل دیا۔ لہٰذا اس اعتبار سے انتہا پسندی، بنیاد پرستی، جنونیت اور حق کے لئے لڑنا اہل اسلام کے اوصاف حمیدہ ہیں، مگر اسلام دشمن قوتوں نے امت مسلمہ کے ان اوصاف کا اعتراف کرنے کی بجائے انہیں ہمیشہ منفی انداز میں پیش کیا۔ 1990 کے بعد تو دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ سے مسلمانوں کے خلاف ایک مہم کے طور پر زور و شور سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے، تا کہ سوویت یونین کے انہدام اور سوشلزم کی شکست و ریخت کے بعد اسلام کے خلاف صیہونی ورلڈ آرڈر کی علمبردار قوتوں کی جانب سے چھیڑی گئی جنگ کے لئے دنیا کو اپنا ہمنوا بنایا جا سکے۔ ہٹلر کے وزیر اطلاعات گوئبلز نے کہا تھا کہ جھوٹ بولو اور اس کثرت سے بولو کہ سچ دکھائی دینے لگے۔ ان لوگوں نے اس ''اصول'' کی خوب تعمیل اور پاسداری کی۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر اسلام اور مسلمانوں کے متعلق یہ جھوٹ اس کثرت سے بولا کہ کرۂ ارض پر آباد لوگوں کی ایک عظیم اکثریت اُن کے جھوٹ کو سچ اور فسانے کو حقیقت سمجھنے لگی۔ چنانچہ مسلمان دہشت گرد ٹھہرے، ظالم اور فسادی قرار پائے۔ انسانی حقوق کے غاصب اور امن کے قاتل کہلائے۔

اسلام اور پیروان اسلام کے خلاف برسرپیکار مغربی سیکولر نظام کے یہ علمبردار خود اپنے آپ کو تہذیب یافتہ، متمدن اور انسانی حقوق کے محافظ قرار دیتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے نعرے جھوٹ اور اُن کے دعوے مکر کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ یہ جس تہذیب کی بات کرتے ہیں، اُس میں اپنی ملکی حدود کے اندر قانون کے احترام کے سوا تہذیب نام کی کوئی چیز نہیں۔ یہ انسانوں نہیں، حیوانوں کی تہذیب ہے، جو مادر پدر آزادی اور بے لگام جنسیت کی آزادی دیتی ہے۔ یہ مذہبی آزادی کی بات کرتے ہیں، مگر ان کی مذہبی آزادی کے غبارے سے ہوا ایک مسلمان عورت کا حجاب ہی نکال دیتا ہے۔ یہ دنیا کو رواداری اور برداشت کا کلچر اپنانے کی تلقین کرتے ہیں، مگر ان کا حال یہ ہے کہ زمین پر ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کی محبوب ترین ہستی ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر کے اُن کے تن بدن میں آگ لگا دیتے ہیں۔ رہی بات احترام انسانیت کی، انسانی حقوق کی پاسداری کی تو اس کی ایک نمایاں مثال عراق کے شہر فلوجہ میں دنیا کے سب سے ''مہذب'' ملک امریکا کی فوج کی جانب سے حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کے مطابق ٹی ایم زیڈ ویب سائٹ نے امریکی فوجیوں کی درندگی کو منظر عام پر لاتے ہوئے فلوجہ میں 2004ء میں عراقیوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کی تصویری

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

4 تا 10 فروری 2014ء — جلد 23
4 تا 10 ربیع الثانی 1435ھ — شمارہ 6

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 450 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ شائع کی ہے۔ تصاویر میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح امریکی فوجی عراقیوں کو قتل کر کے اُن کی لاشوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا رہے ہیں۔ کچھ تصاویر میں دکھایا گیا ہے کہ امریکی فوجی عراقیوں کی لاشوں کو جلانے کے بعد ڈھانچے کو کوڑا کرکٹ میں ڈال دیتے ہیں۔ جگہ جگہ عراقیوں کی سوختہ لاشیں پڑی ہیں۔ بعض تصاویر میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ امریکی فوجیوں نے درجنوں عراقیوں کو قتل کرنے کے بعد لاشیں ویرانے میں پھینک دیں، جہاں کتے اور بلیاں ان لاشوں کو نوچتے رہے۔ ویب سائٹ کی جاری کی گئی تصاویر میں عراقیوں کی 41 لاشوں کی بے حرمتی کے مناظر بھی دکھائے گئے ہیں۔ جن میں واضح طور پر نظر آتا ہے کہ امریکی فوجی عراقیوں کی لاشوں کی بے حرمتی کرتے وقت خصوصی پوز سے تصاویر بھی بنا رہے ہیں۔ یہ ہے عصر جدید میں تہذیب کے دعویدار امریکا کا اصل چہرہ، جسے نام نہاد انسانی حقوق، رواداری اور برداشت کے غازہ سے چھپایا گیا ہے۔

امریکا وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں (WMD) کی آڑ میں عراق پر حملہ آور ہوا تھا۔ حالانکہ یہ محض بہانہ تھا۔ عراق کے پاس اس قسم کے ہتھیار موجود ہی نہ تھے، جیسا کہ بعد میں برملا تسلیم بھی کر لیا گیا۔ اصل مقصد اسرائیل کی سلامتی کو لاحق ممکنہ خطرے کا سدباب تھا۔ کچھ اسی طرح کا معاملہ افغانستان پر مسلط کردہ جنگ کا تھا۔ امریکا نائن الیون کے خود ساختہ ڈرامے کی آڑ میں امارت اسلامی افغانستان پر چڑھ دوڑا۔ جبکہ نائن الیون اور دہشت گردی محض بہانہ تھا۔ اصل مقصد نیو ورلڈ آرڈر کے لئے خطرہ بننے والے اسلامی نظام کے قیام کا راستہ روکنا اور خطے میں فوجی تسلط قائم کرنا تھا۔ سابق برطانوی وزیر مائیکل میچر نے 2003ء میں گارڈین میں صاف لکھا تھا کہ وار آن ٹیرر ایک جھوٹ، فراڈ اور گلوبل تسلط قائم کرنے کی مکروہ سازش کے سوا کچھ نہیں۔ اس کا سکرپٹ ستمبر 2000ء میں ہی تیار تھا۔ سکرپٹ کے لکھاری پروجیکٹ فار نیو امریکن سنچری کے لوگ تھے۔ اس سازش کا مقصد سنٹرل ایشیا اور مشرق وسطیٰ پر فوجی کنٹرول حاصل کرنا تھا۔ اسامہ، القاعدہ اور صدام کا وجود یا عدم وجود غیر اہم تھا۔ امریکا نے عراق کے معاملے میں یہ مقصد عراق کی فوجی قوت کو تباہ کر کے حاصل کر لیا۔ افغانستان میں اُسے منہ کی کھانی پڑی، البتہ پاکستان کی ایٹمی قوت ہنوز اُس کے خوفناک منصوبوں کی زد میں ہے۔

بہرکیف ان دو جنگوں کے دوران جس درندگی کے مظاہرے امریکی فوجیوں نے کئے اُن سے شیطنت بھی شرما جائے۔ عراقیوں کی لاشوں کے بے حرمتی کا مذکورہ حوالہ تو محض ایک مثال ہے، ورنہ نائن الیون کے بعد جب سے امریکا اور نیٹو نے اسلام کی نظریاتی اور مزاحمتی قوت کے خلاف پوری قوت سے جنگ چھیڑ رکھی ہے، اس قسم کی انسانیت سوز مثالیں آئے روز سامنے آتی رہی ہیں۔ فلوجہ سے کیوبا (گوانتانامو) اور ابوغریب سے بگرام تک مسلمان مجاہدین اور قیدیوں پر ناقابل تصور مظالم اور لرزہ طاری کر دینے والی درندگی کی داستانیں مہذب امریکا اور متمدن یورپ کے حقیقی چہرے کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔ مسلمان قیدیوں کو کرنٹ دیئے جاتے رہے۔ واٹر بورڈنگ سے گزارا جاتا رہا۔ اُن پر کتے چھوڑے گئے۔ اُن کے سامنے قرآن حکیم کی بے حرمتی کی جاتی رہی۔ بہت سے مسلمان مجاہدین قیدی کنٹینروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کے دوران بھوکے پیاسے اور دم گھٹنے سے شہید ہو گئے۔ بعض مقامات پر ایسا بھی ہوا کہ امریکی فوجی مسلمانوں کی میتوں پر پیشاب کر رہے ہیں، کہیں اُن کی کھوپڑیوں پر نشانہ بازی کی مشق کی جا رہی ہے۔ امریکا احترام انسانیت کا دعویدار اور حقوق انسانی کا چیمپیئن کہلواتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا احترام انسانیت اِسی رویے کا نام ہے؟ کیا حقوق انسانی کا تحفظ اسی طرح ہوتا ہے؟ کیا جنگی اخلاقیات اور جنیوا کنونشن بھی کوئی معنی رکھتے ہیں؟ اگر یہی امریکی رویے تہذیب اور انسانیت کا مظہر ہیں تو پھر وحشت اور حیوانیت کس بلا کا نام ہے؟ پھر درندگی اور سفاکیت کس شے کو کہیں گے؟

آج یہی وحشت، بہیمیت اور سفاکیت وسطی افریقی جمہوریہ ''کار'' میں ننگا ناچ رہی ہے۔ امریکا کے ہم مذہب صلیبی، فرانسیسی افواج اور افریقی مذاکرات کاروں کی نگرانی میں مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں اور امریکا اور اُس کے گماشتوں پر سکوت مرگ طاری ہے۔ ''کار'' میں محض چند ہفتوں میں 15 ہزار مسلمان قتل اور 25 ہزار سے زائد زخمی کر دیئے گئے ہیں۔ آل افریقہ ڈاٹ کام کی ایک دلخراش رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ عیسائی خون خوار قبائلی حملہ آور مسلمان مسافروں کو گاڑیوں سے اتار کر سڑکوں پر آگ میں زندہ بھون کر اُن کا گوشت خود بھی کھا رہے اور دوسروں کو بھی کھانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہ کم وبیش اُسی طرح کا منظر ہے جس کی پیشین گوئی ایک حدیث میں کی گئی ہے۔ ویڈیو میں عیسائی ملیشیا کے ایک مقامی کمانڈر کو، جس کا نام اس کے ساتھیوں نے ''پاگل کتا'' رکھا ہوا ہے کئی مقامات پر مسلمانوں کے سوختہ جسموں سے گوشت نوچتے اور کھاتے دکھایا گیا ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ایک نہیں کئی پاگل کتوں کی آدم خوری کے یہ مناظر سینکڑوں لوگوں سمیت سیکیورٹی فورسز کے اہلکار بھی دیکھتے رہے، مگر کسی کی انسانیت نہ جاگی کہ وہ اُس معاملے میں مداخلت کرتا، نہ انسانیت کے غم میں گھلے جانے والے امریکا اور تہذیب یافتہ یورپ ہی نے اس پر لب کشائی کی ہے۔

امریکا اینڈ کمپنی کی درندگی کے لیے امریکیوں کے اجداد کی کروڑوں کی تعداد میں ریڈ انڈینز کی نسل کشی اور جاپانیوں پر ایٹمی یلغار سے قطع نظر 2004 اور 2014ء کے یہی دو واقعات کافی ہیں، جو امریکا اور اُس کے یورپی اتحادیوں کی انسان دوستی، احترام انسانیت اور حقوق انسانی کی پاسداری کے دعوؤں کی حقیقت سے پردہ ہٹا دیتے ہیں۔ مگر حیرت اور دکھ کی بات یہ ہے کہ مسلم دنیا کے نام نہاد لبرل جنہیں اصلاً لبرل فاشسٹ کہا جانا چاہیے، جان بوجھ کر اور دیکھ بھال کر بھی جاگنے کو تیار نہیں۔ اُن کا مسئلہ اسلام کے وفاداروں سے بغض ونفرت اور مغربی آقاؤں سے غیر مشروط محبت ہے۔ لہٰذا امریکا اور دیگر صلیبی خواہ کتنے بھی جنگی اخلاقیات کی دھجیاں اڑائیں پھر بھی مہذب اور متمدن کہلائیں گے اور اسلام کے وفادار مسلمان مجاہدین اسلام کے عطا کردہ جنگی ضابطوں کا لاکھ احترام کرنے کے باوجود غیر مہذب دہشت گرد اور انسانیت دشمن قرار پائیں گے۔ البتہ ہم یہ واضح کیے دیتے ہیں کہ مغربی تہذیب اور نظام کا دوربینی سے مشاہدہ کرنے اور اسے قریب سے دیکھنے والے علامہ اقبال نے 80 سال قبل ہی یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں واضح کر دی تھی کہ۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

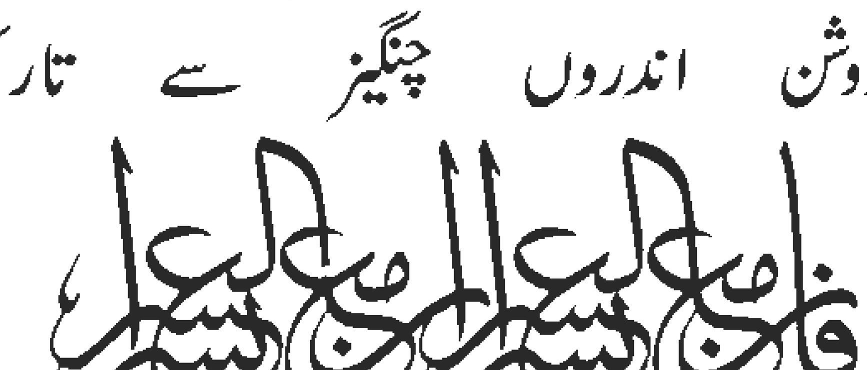

امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل

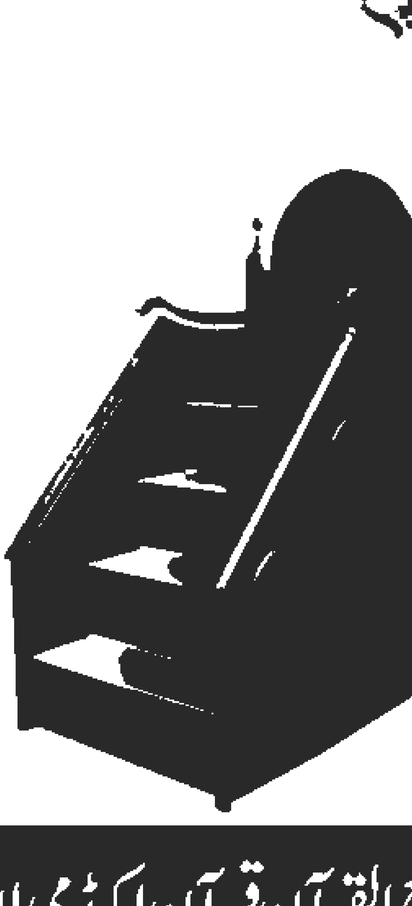

سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید صاحب کے 24 جنوری 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات ! آپ کو معلوم ہے کہ برادرم حافظ عاکف سعید عمرے کے لیے تشریف لے گئے ہیں، اور اگلے دو جمعے وہ یہاں نہیں ہوں گے۔ لہٰذا اُن کی عدم موجودگی میں آج مجھے آپ سے گفتگو کرنی ہے۔ آج کے بیان کے لیے میں نے سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کا انتخاب کیا ہے۔ یہ قرآن حکیم کا بہت عظیم اور بلند مقام ہے۔ کسی ایک مجلس میں اُس پر گفتگو نہیں ہو سکتی، تاہم میں کوشش کروں گا کہ کسی نہ کسی طرح وہ تمام باتیں جو ان تین آیات میں آئی ہیں بہت ہی اختصار کے ساتھ بیان ہو جائیں۔ سورۃ آل عمران کی یہ تین آیات اس سورت کے بالکل وسط میں بہت خوبصورت موتیوں یا ہیروں کی شکل میں آئی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک پیکج کی صورت میں ہمیں ایک سہ نکاتی لائحہ عمل عطا فرمایا ہے۔ اس میں تین dimensions مقرر کر دی گئیں ۔ سب سے پہلی آیت کے شروع میں اور ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ کے الفاظ ہیں۔ اس طرح یہاں خطاب اہل ایمان سے ہے۔ آیئے، ان آیات کا مطالعہ کریں۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ﴾

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔''

تقویٰ کی اصطلاح قرآن حکیم میں سینکڑوں مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔ صرف مسلمانوں کو مخاطب کر کے بھی تقویٰ کا حکم دیا گیا جیسا کہ یہاں اہل ایمان کو تقویٰ کا حکم ہے۔ اور یٰٓاَیُّھَا النّاس کے خطاب سے تمام لوگوں کو بھی تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے۔ جیسے سورۃ النساء میں فرمایا گیا: ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ﴾ (آیت: 1) ''اے بنی نوع انسان ! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو۔'' اس حکم میں گویا دنیا کا ہر شخص آ گیا۔ ظاہر ہے کہ قرآن صرف مسلمانوں کے لیے ہدایت نامہ نہیں، بلکہ یہ ھدًی للنّاس ہے۔ یہ تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں اہل ایمان سے پہلا تقاضا تقویٰ کا کیا ہے، جس کا قرآن حکیم میں کثرت سے ذکر ہے۔ مسلمانوں سے کہا گیا کہ اپنے اندر اللہ کا تقویٰ، خدا خوفی پیدا کرو۔ یہ آیۂ مبارکہ بالعموم دیگر تین آیات کے ساتھ نکاح کے موقع پر بھی پڑھی جاتی ہے۔ اُن تین آیات میں بھی تقویٰ کا حکم ہے۔ گویا کہ حضور ﷺ نے خطبۂ نکاح کے لیے جن چار آیات کا انتخاب فرمایا، اُن میں بھی تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے ۔ اس سے تقویٰ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ تقویٰ اصل میں انسان کے قلب و ذہن میں اس احساس کا نام ہے کہ میرا ہر ہر عمل میرے خالق کی نگاہ میں ہے اور وہ میرا محاسبہ کرے گا۔ مجھے کوئی اور آنکھ دیکھنے والی ہو نہ ہو، لیکن ایک آنکھ ایسی ہے جو ضرور مجھے دیکھ رہی ہے۔ قرآن میں کئی مرتبہ فرمایا گیا کہ جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ ان کو دیکھ رہا ہے۔ یہ دراصل ہیبت اور جلال کا سا انداز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر تم تخلیہ میں کوئی عمل کر لو گے اور تمہیں کوئی دیکھے گا نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اللہ کی ذات تمہیں ہر وقت اور ہر حال میں دیکھ رہی ہے۔ تقویٰ کی ایک جہت یہ ہے کہ انسان کو یہ بات مستحضر رہے کہ میرا ہر ہر عمل میرے خالق و مالک کی نگاہ میں ہے۔ میری زبان سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ اس کے علم میں ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے پورا بندوبست کر رکھا ہے، جس کے تحت میرا ہر ہر عمل اور میری زبان سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ ریکارڈ بھی ہو رہا ہے۔ آج کے دور میں ان باتوں کو سمجھنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ اس لیے کہ آج ایسے کیمرے موجود ہیں جنہیں کسی کمرے کے کونے میں لگا دیا جائے تو وہ وہاں ہونے والی ہر قسم کی سرگرمیوں اور وہاں موجود لوگوں کی زبان سے نکلنے والے الفاظ تک کو ریکارڈ کر لیتے ہیں۔ گویا سائنس جیسے جیسے آگے بڑھ رہی ہے اس طرح کی چیزیں جو کل تک ہمارے لیے علم غیب کی چیزیں تھیں، آج ہمارے مشاہدے کی چیزیں بن گئی ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط﴾ (فاطر:28) ''اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں۔'' یعنی اللہ کی خشیت، اللہ کا خوف تو وہ لوگ رکھتے ہیں جو علم رکھتے ہیں، جن پر اللہ کی قدرت منکشف ہو جاتی ہے، جو علم میں آگے بڑھنے والے ہیں۔ تو آج ہمارا علم جتنا آگے بڑھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت اسی قدر مزید واضح ہو کر ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔ اسی طرح کی ایک مثال واقعۂ معراج کی ہے۔ سائنسی طور پر اب یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی جسم روشنی کی رفتار (ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ) سے سفر کرے تو اس کے لیے ٹائم ایلیمنٹ زیرو ہو جاتا ہے۔ شب معراج میں نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کا سفر کیا، لیکن اس میں کوئی وقت نہ لگا، کیونکہ

زمین والوں کے لیے وقت رک گیا۔ چنانچہ حدیث کے مطابق حضور ﷺ جب واپس لوٹے تو جس پانی سے آپ نے وضو کیا تھا، وہ ابھی بہہ رہا تھا اور جس دروازے سے آپ باہر نکلے تھے اُس کی کنڈی ہل رہی تھی۔ یعنی ٹائم زیرو ہو گیا تھا۔ آج سے سو برس پہلے کے انسان کے لیے یہ بات یقیناً بڑی حیرت کا باعث ہوگی۔ اُسے خیال آتا ہوگا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ لیکن آج کی سائنس یہ بات واضح طور پر بتا رہی ہے کہ اللہ وقت کو روکنے پر قادر ہے۔ ظاہر ہے، اللہ قادر مطلق ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں ہے کہ وقت کو روک دے تو گویا اُس کا اللہ پر ایمان ہی نہیں ہوا۔ اس لیے کہ اگر اللہ کو علیٰ کل شیءٍ قدیر نہیں مانا، تو اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار ہو گیا، اور ایمان جاتا رہا۔ تقویٰ دل کے یقین کے ساتھ اس احساس کا نام ہے کہ میرے ہر ہر قول وعمل کو خواہ وہ ذرّے کے ہم وزن ہی کیوں نہ ہو، اللہ دیکھ رہا ہے، اور اس سب کچھ کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے۔ اور یہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا مشغلہ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لے گا۔ آدمی کے اعمال نامے کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی ہے۔ اس اعمال نامے کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ: ﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (۴۹)﴾ (الکہف) ''اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے۔ اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا''۔ یعنی یہ نہیں ہو گا کہ اللہ فاسقوں اور فاجروں کو جنت کا رستہ دکھا دے، اور (معاذ اللہ) فرمانبرداروں کو جہنم میں پھینک دے۔

آیت کے آخر میں فرمایا:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱۰۲)﴾

''اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا''

یعنی اسی تقویٰ پر کاربند رہو جب تک کہ تم پر موت کا آخری وقت جو اللہ نے مقرر کر دیا نہ آ جائے۔ یہاں اشارہ ہے کہ تقویٰ پوری زندگی کا تقاضا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ زندگی کا ایک حصہ میں تو اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت ہو لیکن اسی زندگی کا وہ حصہ جب انسان کے قویٰ مضبوط ہوتے ہیں، اس اطاعت سے خالی رہے۔ یا زندگی کے بعض گوشوں میں تو اللہ کی بندگی کی جائے مگر ایک بہت بڑا گوشہ جس کا تعلق ہماری معاش سے ہے، تقویٰ سے خالی رہے۔ ہر انسان روزی کماتا ہے۔ اگر کسب معاش میں مستقل بنیادوں پر کوئی شے حرام شامل ہے تو اس کے معانی یہ ہوئے کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کر رہا۔ وہ اللہ کی فرمانبرداری والے راستہ پر نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی کی معاشرت میں ایسی چیزیں مستقل موجود ہوں جو اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کے سراسر منافی ہیں، مثلاً بے حجابی، بے حیائی، فحاشی وغیرہ تو وہ شخص بھی تقویٰ سے متصادم راستہ کا راہی ہے۔ اسلام ایک کامل دین ہے، محض چند عقائد اور مراسم عبودیت کا نام نہیں ہے۔ اسلام کا اپنا معاشرتی نظام ہے۔ اسلام کا اپنا معاشی نظام ہے۔ معاشرت اور معیشت کے دو سرکلز وہ ہیں جن کا ہماری زندگی کے بہت بڑے حصے سے تعلق ہے بلکہ ہماری زندگی کی ہارڈ ڈسک میں انہی چیزوں کا تسلط ہے۔ اگر ان دو گوشوں میں انسان اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات سے آزاد ہو گیا تو پھر فرمانبرداری کہاں رہی۔ لہٰذا تمہیں موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔

تو یہ پہلی آیت اصل میں منبر کی وہ پہلی سیڑھی ہے کہ جس پر آپ قدم رکھیں گے تو پھر ہی دوسری سیڑھی پر قدم رکھ سکیں گے۔ جب تک آپ اپنی ذات میں اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کریں گے، اس وقت تک اگلی منزل کی طرف قدم بڑھانا مفید نہیں ہوگا۔ آپ خود تو تقویٰ کی دولت سے تہی ہوں اور دوسروں کو اس کی تلقین کرتے ہیں تو یہ امر آپ کے لیے موجب ہلاکت بن جائے گا۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر فرد جرم عائد کی تو وہاں یہ الفاظ بھی موجود ہیں: ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (۴۴)﴾ ''(یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کیے دیتے ہو''۔ یہ آیت مبارکہ پڑھتے ہوئے ہر اس شخص کو کانپ جانا چاہیے جو لوگوں میں تو دعوت وتبلیغ کا کام کر رہا ہے، وعظ ونصیحت کا کام کر رہا ہے، انہیں خیر کی طرف بلانے والا ہے، مگر خود کو بھولا ہوا ہے۔ حضور ﷺ اپنے اکثر وبیشتر خطابات میں فرماتے تھے: ((اوصیکم ونفسی بتقوی اللہ)) ''اے لوگو! میں تمہیں اور خود کو

پریس ریلیز 27-جنوری 2014ء

نبوت کے جھوٹے دعوے دار اور اقراری مجرم اصغر علی کو سزائے موت سے بچانے کے لیے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ڈپٹی ڈائریکٹر کا بیان پاکستان کے اندرونی معاملات اور عدالتی نظام میں مداخلت ہے

حافظ عاکف سعید

حکومت کسی دباؤ میں آئے بغیر اصغر علی سمیت توہین رسالت کے مرتکب دیگر مجرموں کی سزاؤں پر عمل درآمد کرے

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے نبوت کے دعوے دار اور اقراری مجرم اصغر علی کو سزائے موت سے بچانے کے لیے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے متحرک ہونے کی خبر کا نوٹس لیتے ہوئے اس کی جانب سے توہین رسالت کے مجرم کی رہائی کے مطالبے کی شدید مذمت کی ہے اور اسے ان کوششوں کا تسلسل قرار دیا ہے جو مغرب گاہے بگاہے ہماری حکومت پر توہین رسالت کے قانون کے خاتمے کے لیے دباؤ ڈالتا رہتا ہے۔ امیر تنظیم نے ایمنسٹی انٹرنیشنل پیسیفک کے ڈپٹی ڈائریکٹر کے اس بیان پر کہ یہ سزا اظہار رائے کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے، شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ بیان پاکستان کے اندرونی معاملات اور عدالتی نظام میں مداخلت ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ کسی دباؤ میں آئے بغیر نبوت کے جھوٹے دعوے دار اصغر علی سمیت توہین رسالت کے مرتکب جتنے افراد کو ہماری عدالتیں سزا سنا چکی ہیں ان پر عمل درآمد کا اہتمام کرے۔ قوم توہین رسالت کے قانون میں کسی ترمیم کے ذریعے اسے غیر مؤثر بنانے کے اقدام کو برداشت نہیں کر سکتی کیونکہ یہ ایک مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

بھی اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔'' حضور ﷺ کا جو مقام ہے اس کو اپنے ذہن میں رکھیے۔ کیا حضور ﷺ کے لیے بھی کسی درجے میں وعظ ونصیحت کی ضرورت ہو سکتی تھی۔ وہ تو محبوب رب العالمین اور رحمۃ للعالمینؐ ہیں۔ اس حدیث میں راہنمائی دراصل میرے اور آپ کے لیے ہے کہ ہم دوسروں کی اصلاح کی فکر سے پہلے خود کو تقویٰ سے آراستہ کریں، اپنا محاسبہ کریں۔

اگلی آیت میں سہ نکاتی لائحہ عمل کا دوسرا نکتہ بیان ہوا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾

''اور سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن کو) مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔''

پوری زندگی میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا، کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے تمہیں اللہ کی رسی کو تھامنا ہوگا۔ نماز کی ہر رکعت میں ہم اللہ سے دست بستہ دعا مانگتے ہیں کہ خدایا ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ تو یہ سیدھی راہ قرآن حکیم ہے۔ قرآن ہی سرچشمہ ہدایت ہے۔ یہ ھدًی للناس بھی ہے اور ھدًی للمتقین بھی۔ ھدًی للمتقین اس معنی میں کہ اس سے ہدایت وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو اپنے اندر تقویٰ رکھتے ہیں۔ رہے وہ لوگ جن کے اندر تلاش حق کا مادہ ہی نہیں ہے اور اپنی حیوانی جبلتوں کے ہاتھوں اتنے مجبور ہو چکے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کچھ سوچنے کے لیے تیار ہی نہیں، تو وہ قرآن سے ہدایت حاصل نہیں کر سکتے۔ اسی لیے تو ابولہب اور ابوجہل کو قرآن سے ہدایت نہیں ملی۔ آج بھی روئے ارضی پر 7 ارب انسان موجود ہیں۔ ان میں سے صرف ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں۔ مسلمانوں میں سے بھی اُن لوگوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہو گی جنہوں نے واقعتاً قرآن کو اپنا ھادی اور راہنما بنا رکھا ہو، جنہوں نے واقعتاً اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو مشعل راہ بنایا ہو۔ قرآن خود اس حقیقت پر گواہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت ہمیشہ فاسق اور فاجر لوگوں پر مشتمل رہی ہے۔ یہاں فرمایا کہ اللہ کی رسی سے چمٹ جاؤ۔ اللہ کی جس رسی سے چمٹ جانے کا حکم دیا گیا ہے وہ رسی اللہ کی کتاب قرآن حکیم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب (کو تھامے رکھنا جو) آسمان سے زمین تک تنی ہوئی ایک رسی ہے۔''

اہل ایمان کا کام یہ ہے کہ اللہ کی رسی سے چمٹ جائیں۔ قرآن حکیم کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کریں، تا کہ ہدایت کے راستے پر قائم رہیں۔ حدیث کے مطابق جو شخص قرآن کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرتا اور اس طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اُس کی ہدایت یقینی ہے۔ ایسے لوگوں کو صراط مستقیم پر رکھنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ ہاں اگر داعی قرآن کے اندر کوئی ریا کاری ہو، اپنی علمیت کا کوئی سکہ جمانا مقصود ہو، یا لیڈری کا شوق ہو تو بات دوسری ہے۔

اس کے بعد اس دور سے جس میں قرآن مجید نازل ہو رہا تھا ایک تاریخی گواہی پیش کی گئی۔

﴿ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴾

(آل عمران: 103)

''اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول سناتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔''

یہاں مخاطب مہاجرین اور انصار ہیں--- مدینہ کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں بڑی پُرانی دشمنی تھی جس کے نتیجے میں اسلام سے قبل ان میں بڑی خونی جنگیں ہوتی رہی تھیں۔ علاوہ ازیں عرب میں دوسرے قبائل میں بھی بات بات پر جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ الغرض پورے عرب میں بدامنی تھی۔ صرف قریش کو امن حاصل تھا وہ بھی خانہ کعبہ کی بدولت، چونکہ وہ اس کے متولی تھے۔ ورنہ پورے عرب میں خانہ جنگی تھی۔ لوٹ مار، غارت گری اور بدامنی کا بازار گرم تھا۔ اوس اور خزرج کی دشمنی ایک سو سال سے چلی آ رہی تھی اور یہ دونوں قبیلے ایک دوسرے کی عداوت اور خانہ جنگی کی وجہ سے ختم ہو رہے تھے۔ فرمایا کہ ہمارے نبی ﷺ یہاں تشریف لائے۔ اس قرآن نے تمہیں آپس میں جوڑا، تمہیں بنیانٌ مرصوص بنا دیا۔ ورنہ تمہاری کیفیت اور حالت تو یہ تھی کہ تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک جا پہنچے تھے۔ اس میں گر کر تباہ ہو جانے والے تھے۔ تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ بلکہ اس کی ترجمانی یہ ہو گی کہ گویا آگ کے اس گڑھے سے نکال لیا۔ تم آدھے گر چکے تھے۔ اس نے تمہارا دامن پکڑ کر تمہیں کھینچ لیا۔

اب تیسری آیت پر غور کیجیے۔ فرمایا:

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (آل عمران: 104)

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔''

جو لوگ پہلی دو dimensions عبور کر چکے ہوں یعنی اپنی ذاتی زندگی میں اللہ کا تقویٰ اور اعتصام بالقرآن کے حوالے سے قرآن حکیم کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کر چکے ہوں، اب اُن کے لئے دینی لائحہ عمل کا تیسرا نکتہ کیا ہے۔ یہ کہ وہ لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں، معروف کا حکم دیں اور منکر سے روکیں۔ صرف یہی وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی نگاہ میں کامیاب قرار دیئے جائیں گے اور فلاح سے ہمکنار ہوں گے۔ یہ تیسری سٹیج سب سے مشکل ہے۔ اور اس سٹیج پر صرف وہی شخص پہنچ سکتا ہے جس نے پہلے دو تقاضے پورے کئے ہوں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کئی سطحیں ہیں۔ اس کی بلند ترین سطح یہ ہے کہ اللہ کی دھرتی پر سے غیر اللہ کے نظام کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ زمین اللہ کی ہے اور یہاں اللہ ہی کا قانون، اللہ ہی کی شریعت نافذ ہونی چاہیے۔ اگر قانون الٰہی یہاں نافذ نہیں ہے تو اُسے نافذ کرنے کی کوشش کی جائے۔ جو لوگ یہ کام کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں اپنا مددگار قرار دیتا ہے۔ سورۃ الصف میں فرمایا کہ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ﴾ (الصف: 14) ''مومنو! اللہ کے مددگار ہو جاؤ'' اللہ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بڑا قدردان ہے کہ اپنے دین کی سربلندی کا کام کرنے والوں کو اپنا مددگار شمار کرتا ہے۔ اسی مشن میں نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ نے آپؐ کا ساتھ دیا اور آپ ﷺ کی نصرت کی۔ اور اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے پھر لازماً اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (سورۃ محمد: 7) ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔'' تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سہ نکاتی لائحہ عمل کا تیسرا نکتہ ہے۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ، اعتصام بالقرآن اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

جو لہو کھیل رہا ہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

خطے میں شریعت پر کمربستہ طالبان کا راستہ افغانستان، خراسان میں روکنا (جس مقصد وحید کے لیے پوری صلیبی بارات حملہ آور ہوئی تھی) اب پاکستان کے ذمے ہے۔ حالیہ واقعات کی آڑ میں لگے ہاتھوں رائے عامہ ہموار کرنا (میڈیا اس جنگ کا اٹوٹ انگ ہے) آپریشن کے لیے ذہن سازی، تحفظ پاکستان کے نام پر 'تحفظ امریکہ وامریکیت' آرڈیننس جاری کرنا لازم ٹھہرا۔ یہ شاہانِ جہاں کی جنگ ہے جس اوکھلی میں ہم سر دیے بیٹھے ہیں۔

جنگِ شاہان جہاں غارت گری است، جنگ مومن سنت پیغمبری است۔

سو وہ جنگ جو افغانستان پر کفر کی تمام اتحادی طاقتوں کی یلغار سے شروع ہوئی، مقصد افغانستان سے خلافت، شریعت کا خاتمہ تھا۔ ہم بونگے احمق بنے اس بارات کے شہ بالے بن بیٹھے تھے اپنے بوتلی سردار مشرف کے ہاتھوں۔ اس جنگ نے دنیا کو غارت گری کے سوا کچھ نہ دیا۔ ایسی ہر جنگ میں تمام عالمی کردار نئے چہرے نئے نام لیے آ موجود ہوتے ہیں۔ میکیاولی، گوئبلز، ہٹلر، ہلاکو، چنگیز سب ہی موجود رہے۔ سب نے ڈٹ کر اپنا کردار ادا کیا۔ تاہم یہ بدنصیبی تاریخ میں شاید یوں کبھی نہ آئی ہو کہ ایک پوری مسلم قوم بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بنی کفر کا دست راست بنی۔ یہ تمام عالمی کردار اسے ہمارے سیاست دانوں، دانشوروں، قلم کاروں، اینکر پرسنز حتیٰ کہ کچھ دینی حلقوں تک سے میسر آئے اور الیکٹرونکس نے ان کے پھیلائے فتور سہ آتشہ کر دیے۔

افغان وخراسان والوں نے اس جنگ کو سنت پیغمبرؐ جان کر جہاد میں سب کچھ جھونک ڈالا، معجزات رقم کیے۔ اس ملٹی ملین ڈالر سوال پر سب کو سانپ سونگھ جاتا ہے کہ گھن گرج والی اس یلغار عظمیٰ، کبریٰ کو شکست کس نے دی؟ اگرچہ جواب آسان ترین ہے ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۞ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۞﴾ سورۃ العلق میں نبیؐ کا (نعوذ باللہ) سر مبارک سجدہ کرنے کی پاداش میں کچل دینے کی دھمکی پر یہ جواب ابوجہل کو قرآن نے دیا اور عملی تجربہ بھی اسے کروا دیا تھا۔ 'وہ بلالے اپنے حمایتیوں (اتحادیوں) کو، ہم بلالیں گے اپنے سپاہیوں (عذاب کے فرشتوں) کو'۔ اور پھر وہ باغی، طاغی، سرکش اپنی طاقت کے زعم میں اکڑتا اتراتا آگے بڑھا، مذموم ارادہ پورا کرنے کو! مگر کیا ہوا؟ خوفزدہ ہوکر، بدحواس ہوکر خود کو بچاتا ہوا پلٹا۔ لوگوں کے پوچھنے پر بتایا۔۔۔ میرے اور محمدؐ کے درمیان آگ کی خندق، گھبراہٹ ڈالنے والی خوفناک چیزیں اور فرشتوں کے پر ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ اور قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے'' (ابن کثیرؒ) جہادِ افغانستان اول میں اللہ کے انہی پراسرار بندوں نے، نبیؐ کے سچے امتیوں نے ایک معجزہ رقم کیا۔ پاکستان میں ان سارے کف آلود صف بستہ امریکی جاں نثاروں کو روسی یلغار سے بچانے والے یہی مجاہدین تھے جو انہی آبادیوں سے لشکر در لشکر سرحد پار جا کر اسے گرم پانیوں تک رسائی کے لیے پاکستان کو پامال کرنے سے روکنے کے لیے سدِّ ذوالقرنین بن گئے تھے۔ دروغ گو حافظہ ندارد! اس معجزے کو پوری ڈھٹائی کے ساتھ انہوں نے امریکہ کے سر کا تاج بنایا۔ اللہ اس وقت بھی نظر نہ آیا تھا۔ آج کی طرح گزری کل میں بھی یہی گلوبل حمدان کا ترانہ تھی۔ 'پھیری جو نظر تو نے جائیں گے وہیں مرہم، تو حافظ کل عالم تو ناصر کل عالم۔۔۔ امریکہ وامریکہ ہے ورد زباں ہر دم۔

آج بھی جناب اپنی خیر منایئے۔ افغانوں کے ساتھ جو کچھ کر بیٹھے ہیں، سرحد کے آر پار یہ سب خون اور ایمان کی دہری رشتہ داری والے طالبان ہیں۔ نہ ان کے خون سفید ہوئے نہ ان کا ایمان گل ہوا۔ آپریشن کا چڑھا بخار مشرقی پاکستان میں جب اترا تھا تو گھاؤ بہت گہرا تھا۔ بلوچستان میں آپریشن کر کے تیا پانچا کروا بیٹھے ہیں۔ یہاں شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈال لیجیے۔۔۔ چڑھ جا بیٹا سولی رام بھلی کرے گا! واللہ! پورا علاقہ، اس کی پوری آبادی ایک دن بھی پاکستان دشمن حتیٰ کہ فوج دشمن نہ تھی۔ کشمیر انہی کی جانبازیوں کے صدقے آپ کو جو مل گیا سو مل گیا۔ (ہم تو صرف دشمن سے سودے بازیاں کرنی جانتے ہیں!) امریکہ کے تحفظ کی خاطر ہم نے یہ ساری جنگ لڑی اور انہیں بمباریاں، آپریشنز، دربدریاں دے دے کر دیوانہ بنایا ہے۔

واشنگٹن میں جاری پاک امریکہ ڈائیلاگ سے قبل فاٹا میں فضائی بمباری کے حوالے سے امریکہ میں ہمارے سفیر کا فرمان کہ اگر ہماری استطاعت میں اضافہ کر دیا جائے تو ہم خود امریکی ڈرون سے بہتر کارکردگی دکھا سکیں گے، ظاہر کرتا ہے کہ حکمرانوں کا جینا، مرنا، مارنا سب امریکہ کی خاطر ہے! ڈائیلاگ، ڈالر کی خاطر قتل و غارتگری ہے۔ یہ سب بم ہمارے اپنے مہربانوں نے (پرویز تا زرداری کیانی تا حال) خود پلانٹ کیے ہیں۔ پھٹتے ہیں تو نام طالبان کا آتا ہے۔ ہم نے سی آئی اے، بلیک واٹر کے کارندے دعوت دے کر یہاں بلائے، آباد کیے ہیں۔ عوام الناس پر تباہیاں وہ لاتے ہیں۔ برانڈ نام ایک طالبان ہی کا ہر جا لگتا ہے۔

تلخ سچ یہ ہے کہ یہ جنگ اس پالیسی کی وجہ سے اب فوج (سیاستدان، میڈیا ضمناً) اور طالبان کے مابین ہے۔ فوج وہاں کارروائیاں کرتی ہے اور وہ یہاں اس کا جواب دیتے ہیں۔ فدائی حملے کرنے والے اتنی بے شمار اقسام کے 12 سالوں میں ہم نے خود اپنے ہاتھوں تیار کیے ہیں۔ لال مسجد میں شہید، لاپتہ، جلا دیے جانے والوں کے بے قرار لواحقین، بلوچستان تا قبائل اندھا دھند ٹارچر لاپتگی، دربدری اور گھر بستیاں کاروبار تباہ کرنے کے نتیجے میں ہوش کھو بیٹھنے والے۔ ریکارڈ درست کیجیے۔ جذبات کو لگام دیجیے۔ سچ بولیے۔ اپنی ناکامیوں (ڈوبتی معیشت، بدامنی، لاقانونیت لوٹ مار، ٹارگٹ کلنگ، بے روزگاری، تباہ حال صنعت زراعت، عریانی فحاشی کی بے لگامی) سے دھیان بٹانے کو طالبان طالبان کرنے سے نہ افاقہ ہوگا نہ کرسی بچے گی۔ ملک داؤ پر لگا رہے ہیں کرسی بچاتے بچاتے۔ ٹارگٹڈ آپریشن کے نام پر آدھی رات کو اندھا دھند بمباری کر کے اعلان فرما رہے ہیں' بنوں، آرائے بازار، قصہ خوانی بازار (جس سے طالبان مکمل براءت کر چکے) وغیرہ وغیرہ کے 'سارے دہشت گرد مار دیے!' طالبان علیحدہ چھاؤنیوں

میں بورڈ لگا کر نہیں رہتے۔ بنوں والے، آرا ے بازار والے۔۔۔ کہ آپ نے فوراً مار ڈالے! وہ عورتوں بچوں کے ساتھ عوام الناس کا ایک حصہ ہیں، کچے گھروں والی بھری بستیوں میں رہتے ہیں۔ میڈیا سارا اتنا سادہ لوح ہے جو یہ سرخیاں لگاتا ہے کہ سارے دہشت گرد مار دیئے؟ ہوش کے ناخن لیجیے۔

اسی تسلسل میں تحفظ پاکستان آرڈیننس بقول اٹارنی جنرل کے صدر نے راتوں رات جاری کر دیا۔ آرڈیننس نہ ہوا گول گپے ہو گئے۔۔۔ اور ہیں بھی۔۔۔! کیونکہ قانون کی ساری بساط ہی لپیٹ دی گئی ہے۔ پارلیمنٹ کا بھی گول گپا بنا کر اسے 'ٹکڑے' لگا دیا۔ جارج بش کے انتہائی متنازع غیر انسانی اسلام دشمن قوانین جو امریکہ میں بھی مسترد ہونے کو ہیں، کی پیوند کاری پر یہ آرڈیننس مبنی ہے۔ بقول چودھری نثار قبل از اقتدار یہ 'کالا قانون' ہے۔ حاصل کل یہ ہے کہ امریکہ نے کارکردگی پر خوش ہو کر 35 کروڑ ڈالر جاری کر دیے ہیں، کارروائیوں اور کالے قوانین کے صدقے۔ یہ اصلاً تحفظ مورال آرڈیننس ہے کیونکہ وزارت دفاع نے فرمایا تھا عدالت سے کہ 35 افراد کی جبری گمشدگی کیس میں فوج کو ذمہ دار ٹھہرانے سے فوج کے مورال پر اثر پڑے گا۔ لہٰذا فوج، انٹیلی جنس اداروں کے خلاف ریکارڈ سے الفاظ، شواہد، تفصیلات کو مٹا دیا جائے! اگرچہ ع خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد! تاہم ان کو مٹا کر مورال بحال کرنے کے لیے جو 'وہائٹو' (Whito) درکار ہے وہ زندہ باپوں کے یتیم بچوں، زندہ شوہروں کی بیواؤں اور ان کے والدین کے آنسوؤں سے تیار ہوگی شاید! ہم نے تو تحفظ مورال کی خاطر مشرقی پاکستان پر بھی چپ سادھ لی تھی۔ اُدھر وزیر داخلہ فرماتے ہیں تبلیغی جماعت والوں پر حملہ کرنے والوں کا نام لے دیا تو مسئلہ ہوگا! پاکستان میں اہل اسلام کا خون مباح ہو چکا۔ تحفظ مورال اور مسئلے سے بچنے کی خاطر ہم چپ ہیں، لیکن ان مظالم پر اگر اللہ نے اپنی پولیس ہم پر بھی چھوڑ دی تو الاماں، الحفیظ!

قاتل! سرِ مقتل جو لہو پھیل رہا ہے
اک سیلِ بلا بن کر نہ پہنچے ترے گھر تک!

☆☆☆

امپیریلزم

نعیم صدیقی

ابلیس! ترے کھیل !شیطان تری شان
یہ راز کا ایوان ! یہ حاجب و دربان!
کچھ بانٹ کی ہے بات ! کچھ لوٹ کے سامان
بیکار ہے یہ آڑ! دنیا نہیں نادان
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

سڑنے لگے مُردار! ہر لاشہ ہے بودار!
گِدھوں کی تو ہے فوج، پہلے سے نمودار!
اے جنبشِ چنگال! اے حرکتِ منقار!
نُچتا ہے وہ المان! اڑتا ہے وہ جاپان
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

اونٹوں کا ہے یاں ناچ! ہیں مست شتربان
روندا ہوا قالین، ہے دولتِ ایران
کچلا ہوا معصوم ہے آذر بے جان
یہ تیل کے تالاب! یہ خون کے طوفان!
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

یہ سحر! یہ نیرنج! یہ چین کی شطرنج
اس کھیل میں ہو ہار تو رنج ہے بے گنج
اس کھیل میں ہو جیت تو گنج ہے بے رنج
شاطر بڑے عیّار! مہرے بڑے انجان!
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

پاپایہ نیاراگ! باجی یہ نئی تانت
ایران پہ اِدھر آنکھ! ترکی پہ اُدھر دانت
تنُّور ہے یا پیٹ؟ نل ہے کوئی یا آنت
چٹنی ہے تیری قارص! تر لقمہ ہے اردھان
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

جاوا میں ہیں پُر زور ، مغرب کی عنایات!
توپوں کی تقاریر، گولوں کی ہدایات
پستول کا قانون! بارُود کی آیات!
سنگین کا اعلان! تلوار کا فرمان!
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

ہشیار فلسطین! ٹپکے ہیں یہود اور!
بازار میں ٹکسال لاتی ہے نقود اَور!
افلاک سے آفات کرتی ہیں ورود اَور
بن جانے کے احباب! بن پوچھے کے مہمان
ابلیس! تیرے کھیل!
شیطان! تیری شان!

کعبے کے خداوند، گرجاؤں کے اصنام
اک صیدِ زبوں نجد! ظلمت میں گھرا شام
روتے ہیں لبِ نیل، اُف مصر کے اہرام
افسردہ ہے بغداد! دلگیر ہے سوڈان
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

سہمے ہوئے محکوم! جھپٹے ہوئے قہار!
مظلوم، یہ مظلوم! جبّار، وہ جبّار
معصوم، یہ معصوم! عیّار، وہ عیّار
انصاف ہے انصاف، احسان ہے احسان
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

واں ٹھاٹھ ہیں اور عیش! یاں فاقہ و افلاس
انسان کو یہ نظم، آتا ہے کہاں راس
الحاد کی تہذیب! سنڈاس ہے سنڈاس
اشراف ہیں خدّام !دیوث ہیں پردھان
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

دیتے ہیں 'وہ' تہذیب ! لے اڑتے ہیں پھر 'نان'!
دیتے ہیں اِدھر ''نان''! اور لیتے ہیں ایمان!
بھوکا ہے اُدھر جسم! بھوکی ہے اِدھر جان
ہو سُرخ کہ اسپید! شیطان ہے شیطان
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

فتنوں کی کھلی نیند، راحت کا پڑا کال
یہ ''جوج''، یہ ''ماجوج''! یہ بھوت! یہ دجّال!
ہر دیس ہے بدحال! ہر قوم زبوں حال
بیدار ہے طاغوت، خوابیدہ مسلمان!
ابلیس! ترے کھیل!
شیطان! تری شان!

[مرسلہ: قاضی عبدالقادر، کراچی
ماخوذ: ماہنامہ چراغ راہ 1952]

علامہ ابتسام الٰہی ظہیر

نصاب تعلیم اور قوم کا مستقبل

کسی بھی قوم کا مستقبل اس کے نوجوان ہوتے ہیں۔ اگر نوجوان باکردار اور پُرعزم ہوں تو قوم کا مستقبل روشن ہوتا ہے۔ اگر نوجوان بدچلن اور گمراہ ہو جائیں تو قوم کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے بجا طور پر کہا تھا۔

گر جواں ہوں میری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

نوجوانوں کی تربیت میں قوم کے بزرگ نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ عقلمند اور باشعور بزرگ نوجوانوں کو ہمیشہ راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اگر قوم کے بزرگ خود ہی گمراہی ، یا غفلت کا شکار ہوں تو نوجوانوں کے راہ راست پر آنے کے امکانات بہت کم رہ جاتے ہیں۔ بزرگ نئی نسل کے لئے نمونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور برا نمونہ نسل نو کی تباہی کا سبب ہی بن سکتا ہے۔ ہماری قوم اس وقت اخلاقی انحطاط کا شکار ہے اور میڈیا کے منفی استعمال کی وجہ سے نوجوانوں کی بڑی تعداد میں اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں۔ والدین کی اکثریت معاشی سرگرمیوں اور روزگار کی الجھنوں میں اس حد تک گرفتار ہو چکی ہے کہ وہ اپنی اولاد کے مشاغل سے صحیح طور پر واقف نہیں۔ والدین کی عدم توجہی کی وجہ سے نوجوانوں کے اخلاقی بگاڑ میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ معاشرے میں کثرت سے ہونے والے جنسی جرائم اس اخلاقی زبوں حالی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اگر معاملہ معاشرے کے ذمہ داران اور والدین کی عدم توجہ تک محدود رہتا تو پھر بھی بہتری کے امکانات باقی رہتے، لیکن اس وقت معاملہ اس حد تک بگڑ چکا ہے کہ ایک سازش کے تحت فحاشی و عریانی کی ترویج کے لئے تعلیمی اداروں کو استعمال کرنے کا ہولناک منصوبہ مرتب ہو چکا ہے۔ جنسی تعلیم کو نصاب میں بتدریج داخل کرانے کے لئے مختلف بین الاقوامی ادارے سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ماہرین تعلیم کو بھی جنسی تعلیم کی ضرورت اور افادیت کا احساس دلانے کی کاوشیں ہو رہی ہیں۔ یہ سارا کام بزرگان اور راہنمایان قوم کی لاعلمی سے نہیں بلکہ ان کے اشتراک عمل سے ہو رہا ہے۔ چند روز قبل لاہور کے ایک مشہور آرتھوپیڈک ڈاکٹر سلیم میرے دیرینہ دوست اسد آفتاب کے ہمراہ میرے گھر تشریف لائے۔ جواں سال ڈاکٹر سلیم ملت کے بہی خواہ اور نوجوانوں کے روشن مستقبل کی گہری امنگ اور نوجوانوں کی موجودہ اخلاقی گراوٹ کا شدید احساس اپنے دل میں لئے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے نوجوان تعلیم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہوں، لیکن وہ ایسی تعلیم سے حد درجہ نالاں تھے جو نسل نو کے اخلاقی مستقبل کی تباہی پر منتج ہو اور ان کو اپنی روایات، تہذیب اور مذہب سے دور کرنے کا سبب بن جائے۔ وہ اکبر الہ آبادی کے اس شعر کے ترجمان نظر آ رہے تھے کہ

ہم ایسی کل کتابوں کو قابل سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کر بچے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

انہوں نے اس ملاقات میں بعض حیرت انگیز انکشافات کئے۔ جو ہر دردمند اور صاحب شعور انسان کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ان انکشافات کی تائید کے لیے اہم ڈاکومنٹس پر مشتمل ایک فائل بھی ساتھ لے کر آئے تھے۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں نے فائل میں موجود مواد کی ورق گردانی کی تو میرے دماغ اور اعصاب پر غم اور اضطراب کی ناقابل بیان کیفیت طاری ہو گئی۔ اگر ڈاکٹر سلیم کی فراہم کردہ معلومات درست تھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والے عشروں میں نوجوانوں کی اخلاقی اور مذہبی تربیت پہلے کے مقابلے میں بہت مشکل ہو جائے گی۔

ڈاکٹر صاحب کی مہیا کردہ معلومات کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ دو معروف این جی اوز نے پاکستان میں ''جنسی اور تولیدی صحت'' کے نام پر تعلیمی نصاب میں بعض اہم تبدیلیاں متعارف کروانے کا قصد کیا ہے۔ اس تعلیمی نصاب کا ہدف دس سے پندرہ سال کے بچے اور بچیاں ہیں۔ ایک معروف اخبار کی 24 اگست 2013ء کو شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق پاکستان نے 2009ء میں تشکیل دی جانے والی ایجوکیشن پالیسی میں اس موضوع کو ملکی نصاب تعلیم میں داخل کرنے کی حامی بھر رکھی ہے۔ بظاہر تو یہ سب کچھ جنسی اور تولیدی صحت کے متعلق رفاہ عامہ کا ایک پیغام لگتا ہے مگر درحقیقت یہ اپنے اندر چار خطرناک عنوان سموئے ہوئے ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں: (1) جنسی حقوق (2) جنسی صحت (3) تولیدی حقوق (4) تولیدی صحت

جب ہم ان چاروں نکات پر غور کرتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ جنسی حقوق سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی معاشرے کے کسی بھی فرد کو اپنی مرضی سے بغیر نکاح کے کسی بھی شخص سے جنسی تعلقات استوار کرنے کا پورا حق حاصل ہے اور اس حق سے کسی بھی انسان کو کسی قانونی یا مذہبی وجہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح تولیدی حقوق سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ نکاح کے بغیر بھی کسی بھی شخص کے بچے کی ماں بن سکتی ہے اور اگر عورت کی مرضی نہ ہو تو اس کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہر کے بچے بھی پیدا نہ کرے۔ ایسے حقوق کی تعلیم کا لازمی نتیجہ اسلامی روایات پر مبنی معاشرے کی ایسے سماج میں تبدیلی ہے کہ جس میں نکاح اور شادی جیسے مقدس بندھنوں کی کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔ پھر انسان حیوانوں کی طرح اپنی نفسانی اور جبلی خواہشات کا اسیر بن کر رہ جائے گا۔

پڑھائی لکھائی کی آڑ میں ایک ایسی تعلیم کو نصاب میں داخل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جس کا ہمارے مذہب، سماجی رویوں اور اخلاقی روایات سے دور پار کا بھی واسطہ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے انکشاف کیا کہ اس تعلیم کی نشر و اشاعت اور فروغ کے لئے بہت سی اہم سرکاری، غیر سرکاری، سیاسی، غیر سیاسی اور یہاں تک کہ بعض مذہبی شخصیات بھی سرگرم ہیں اور یہ مذہبی شخصیات قرآن مجید میں حقوق زوجین کے حوالے سے بیان کردہ بعض حقائق کو جنسی تعلیم کے جواز کے لئے پیش کر رہی ہیں۔ قرآن مجید میں مذکور حقائق کو جنسی اور تولیدی حقوق کی تعلیم کو جائز قرار دینے کے لئے استعمال

کرنا ”عذرِ گناہ بدتر از گناہ“ کے مترادف ہے۔ قرآن مجید نے گوکہ حصولِ تعلیم کی بہت حوصلہ فزائی کی ہے مگر تعلیم کی آڑ میں فحاشی پھیلانے کا منصوبہ قرآنی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ فحاشی کی نشرواشاعت کے حوالے سے قرآن مجید کا بیان بالکل واضح ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ النور کی آیت نمبر 19 میں ارشاد فرماتے ہیں ”بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے“ قرآن مجید نے ہمیشہ پاکیزگی اور طہارت کا درس دیا ہے اور اسی کو مدارِ نجات بھی قرار دیا۔ قرآن مجید نے مرد وزن کے اختلاط کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے عورتوں کو شرعی تقاضے کے مطابق پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 32 میں اللہ تعالیٰ نے برائی کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا ہے اور اس آیت مبارکہ کے ذریعے ان راستوں اور طریقوں کے قریب جانے کی بھی مذمت کی گئی ہے جو بدکاری کے قریب لے جانے والے ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق اس نصاب تعلیم کے بعض مندرجات پنجاب حکومت کی آفیشل ویب سائیٹس پر بھی آ چکے ہیں اور اس تعلیمی نصاب کے درس گاہوں میں اجراء کے ساتھ ہی حکومت کو فروغ تعلیم کی مد میں خطیر رقم بطور فنڈ حاصل ہوگی۔ اس تعلیم کی مخالفت کرنے والے تنگ نظر، انتہا پسند اور دقیانوسی اور تائید کرنے والے روشن خیال، ترقی پسند اور اکیسویں صدی کے تقاضوں کے ہم آہنگ قرار پائیں گے۔ ماضی میں غیور پاکستانی مسلمانوں نے آغا خان بورڈ کو مسترد کر دیا تھا۔ اسی طرح اب بھی امید ہے (اگرچہ قوم کے بزرگ اور راہنماؤں کی بڑی تعداد خوابِ غفلت میں مدہوش ہے) کہ ملک وملت کے بہی خواہ اپنی غیرت کا سودا نہیں کریں گے اور تعلیم کی آڑ میں فحاشی پھیلانے والے اس منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے اپنے فرائض منصبی کو احسن طریقے سے سرانجام دیں گے، تاکہ قوم کے مستقبل کو تاریک ہونے سے بچایا جا سکے۔

☆☆☆

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی جار باجوڑ کے ملتزم رفیق اور ناظم بیت المال فضل ودود سخت بیمار ہیں۔
☆ تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن کے ملتزم رفیق عدنان قریشی کی بھتیجی سخت علیل ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین ندائے خلافت سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

دُعائے مغفرت کی اپیل

☆ امیر حلقہ پنجاب شرقی محمد ناصر بھٹی کی خوش دامن وفات پا گئیں۔
☆ حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم بٹ خیلہ کے ملتزم رفیق محمد امین سواتی کی بھابھی وفات پا گئیں۔
☆ تیمر گرہ تنظیم کے مبتدی رفیق فضل واحد کے والد محترم انتقال کر گئے۔
☆ مقامی تنظیم نیو کراچی کے ایک نقیب اسرہ فرح وحید کے والد محترم رحلت فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین) قارئین ندائے خلافت اور رفقائے تنظیم سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

پاکستان کا مستقبل، عالمی حالات اور یہود کی سازشیں

خلافت فورم میں بانی تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا یادگار انٹرویو

(چوتھا حصہ)

میزبان: ایوب بیگ مرزا

مرتب: فرقان دانش

سوال : اسلام ایک دین ہے، جبکہ اسلام کے بارے میں عام مسلمان کا تصور مذہب والا ہے۔ یہ بتائیے کہ مذہب اور دین میں فرق کیا ہے؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: مذہب کا لفظ قرآن میں آیا ہے نہ حدیث میں۔ ہماری تاریخ میں بھی یہ لفظ فقہی مسالک کے لیے استعمال ہوتا تھا یعنی مذہب حنفی، مذہب مالکی، مذہب شافعی وغیرہ۔ اسلام کے لیے لفظ ''مذہب'' کبھی استعمال نہیں ہوا۔ دنیا میں مذہب کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ مذہب صرف تین چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے۔(1) عقیدہ: مثلاً خدا کو مانو یا نہ مانو(2) عبادت: کسی طریقے سے خدا کو پوجو۔ ان دیکھے خدا کی بندگی کرو، نماز پڑھو یا پتھروں کو پوجو وغیرہ (3) سماجی رسومات: بچہ پیدا ہوگا تو کیا کریں گے؟ بپتسمہ کریں گے یا عقیقہ کریں گے۔ کوئی مرے گا تو کیا کریں گے؟ اس کی لاش جلائیں گے یا اس کو دفنائیں گے وغیرہ۔ آج کی دنیا میں مذہب انہی تین چیزوں تک محدود ہے جن کا تعلق انسان کی انفرادی زندگی سے ہے۔ ان انفرادی معاملات میں ہر انسان آزاد ہے، کوئی کسی پر اعتراض نہیں کرسکتا۔ البتہ دین نظام کو کہتے ہیں۔ نظام انفرادی زندگی کے ساتھ اجتماعی زندگی کے مزید تین گوشوں سیاسی، معاشی اور سماجی نظام پر مشتمل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اسلام کے لیے صرف ''دین'' کا لفظ استعمال ہوا۔ اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اس میں انفرادی زندگی کے تین شعبے بھی ہیں (یعنی مذہب بھی ہے) اور اجتماعی زندگی کے تین گوشے یعنی معاشی، سیاسی، سماجی نظام بھی ہے۔ اسی معاشی، سیاسی اور سماجی نظام کے تحت قوانین بنتے ہیں جیسے کریمنل لا، سول لاء، قانون شہادت، قانون وراثت وغیرہ۔ اسلام کے معاشی قانون میں سود حرام ہے، جوا حرام ہے۔ سماجی قانون میں شراب حرام ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ مسلم معاشرہ مخلوط نہیں ہوگا بلکہ سوسائٹی جداگانہ ہوگی۔ ان ساری چیزوں سے جو نظام بنتا ہے اسلام ان تمام چیزوں کا مجموعہ ہے۔ حضور ﷺ کی مدنی زندگی کے دس سال اور خلافت راشدہ کے 30 سال تک اسلام ایک مکمل دین کی حیثیت سے قائم رہا۔ جب ملوکیت آئی تو اس میں بھی صرف سیاسی نظام اسلام والا نہیں رہا کہ اس میں ایک قبیلے کی حکومت اور موروثیت آ گئی اور شورائیت باقی نہیں رہی۔ تاہم ملوکیت کے باوجود قانون اسلامی تھا۔ عدالتوں میں قاضی اور مفتی ہوتے تھے اور جمعہ سرکاری ہوتا تھا۔ کوئی پرائیویٹ جمعہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اس کے بعد جب نوآبادیاتی دور آ گیا تو اب انگریز کا کریمنل لا، سول لا نافذ ہوگیا، لہٰذا اب قاضی اور مفتی حضرات کی اہمیت کم ہوگئی۔ البتہ انگریزوں نے مسلمانوں کو مذہبی آزادی دے دی۔ نماز پڑھو، نماز کے مسائل مفتی صاحب سے پوچھ لو۔ انگریز نے ہمیں عائلی قوانین میں بھی آزادی دیے رکھی۔ ہمارے فیملی لاز میں دخل نہیں دیا۔ اسی طرح وراثت کے قانون میں بھی اس نے اختیار دیئے رکھا کہ آپ چاہیں تو شریعت کے مطابق ہم فیصلہ دے دیں گے اور چاہیں تو رواج کے مطابق فیصلہ کروالیں یا ہمارے انگلش لا کے تحت فیصلہ لے لیں۔ خلافت راشدہ کے بعد سیاسی سطح پر اسلام کی ایک منزل ختم ہوئی تھی۔ نوآبادیاتی دور میں دوسری منزل معاشی اور سماجی قوانین بھی ختم ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام کے ذہنوں سے اسلام بحیثیت نظام زندگی خارج ہو گیا۔ علماء نے بھی قبول کر لیا کہ اسلام صرف نماز روزے کا نام ہے۔ یہاں تک کہ آج برصغیر میں ایک بہت بڑی تبلیغی تحریک اسی محدود تصور پر چل رہی ہے۔ یہ لوگ نظام کی بات ہی نہیں کرتے۔ اس اعتبار سے علامہ اقبال نے بہت اہم کارنامہ سرانجام دیا کہ انہوں نے دین و مذہب کی جدائی کو ختم کیا اور دین کے لفظ کو زندہ کیا۔ انہوں نے مسلمانوں پر واضح کیا کہ۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو\
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اسی طرح اقبال نے کہا۔

ملا کو ہے جو ہند میں سجدے کی اجازت\
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

اسلام کو آزاد کیسے کہا جا سکتا ہے جبکہ اسلام کے سارے قوانین غیر فعال ہو گئے ہیں۔ ساری شریعت گویا کہ معطل ہو چکی ہے۔ اب لوگوں کے ذہنوں میں صرف مذہب والا حصہ بطور اسلام راسخ ہو چکا ہے۔ یہ بات واضح کر دی جائے کہ مغرب کا ٹارگٹ اسلام کا تصور دین ہے، تصور مذہب نہیں۔ امریکی انتظامیہ جب یہ کہتی ہے کہ ہم اسلام کے دشمن نہیں ہیں تو وہ اسی معنی میں کہتے ہیں۔ وہ اسلام کے بحیثیت مذہب دشمن نہیں ہیں۔ وہ ہمیں کہہ سکتے ہیں کہ تم امریکہ آئے، تم نے یہاں چرچ خریدے، سینیگاگ خریدے، مسجدیں بنالیں مگر ہم نے تمہیں کبھی نہیں روکا۔ تم نمازیں پڑھتے ہو، ہم نے نہیں روکا۔ تم روزے رکھتے ہو ہم نے نہیں روکا۔ حتیٰ کہ ماہ رمضان میں ہم ایک تمہیں افطار پارٹی وائٹ ہاؤس میں بھی دے دیتے ہیں۔ تمہاری عید ہوتی ہے تو ہم یادگاری ٹکٹ جاری کر دیتے ہیں۔ لہٰذا تمہارے مذہب سے ہماری کوئی جنگ نہیں۔ اسی لیے میں نے آپ کو بتایا تھا کہ رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ میں مسلمانوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس میں پہلے نمبر پر فنڈامنٹلسٹ ہیں جنھیں دشمن قرار دے کر کہا گیا ہے کہ ان کے ساتھ ہماری کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ انھیں ہم نے بہرصورت ختم کرنا ہے۔ اسی پس منظر میں سمجھیے کہ 40 برس تک دنیا میں جو کولڈ وار رہی اور دنیا کے بہترین وسائل و ذرائع اس جنگ میں خرچ ہوئے ہیں، اس جنگ میں مذہب کا معاملہ تھا ہی نہیں، نظام کا معاملہ تھا۔ ایک طرف مغربی

سرمایہ دارانہ نظام تھا جو دراصل Interst Based Markete Economy ہے کہ اس میں پوری معیشت بنکاری نظام پر کھڑی ہوتی ہے۔ دوسری طرف اشتراکی نظام تھا جس میں انفرادی ملوکیت کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اس نظام میں سود کا سوال ہی نہیں رہا۔ اس حوالے سے کولڈ وار دو نظاموں کی جنگ تھی۔ اس میں مذہب کا کوئی عنصر نہیں تھا۔ اب مغرب کو اسلام سے خطرہ ہے۔ حالات معلوم کرنے کے ان کے ذرائع ہم سے بہت آگے ہیں۔ ہم اپنے حالات کو دیکھ کر مایوس ہو جاتے ہیں جبکہ انھیں نظر آتا ہے کہ عالم اسلام کے اندر ایک لاوا کھول رہا ہے۔ اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے مسلم دنیا انگڑائی لے رہی ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں ابلیس کی زبان سے کہلوایا تھا:

ہے اگر کوئی خطر مجھ کو تو اس اُمت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

جیسے ایک انگارہ ہوتا ہے کہ اس کے اُوپر راکھ آ جائے تو نظر نہیں آتا کہ اس کے اندر آگ ہے۔ آپ غلطی سے اُسے ہاتھ میں لے لیں تو پتا چلے گا کہ اس میں آگ ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ کی روح میں ایک باغیانہ عنصر ہے، جس پر بظاہر راکھ آ چکی ہے لیکن یہ بغاوت ان کی رُوح میں اب بھی موجود ہے۔ یہ عنصر اندر نو آبادیاتی نظام کے خاتمے کے ساتھ ہی ان میں پیدا ہو گیا تھا۔ جیسے ہی نو آبادیاتی نظام کی بساط لپٹنی شروع ہوئی اور انڈونیشیا سے مراکو تک مسلمان ممالک آزاد ہوئے تو انھیں یہ احساس ہوا کہ اگر مغرب کا اپنا نظام ہے تو ہمارا بھی ایک نظام تھا۔ ان کا کریمنل لاء ہے تو ہمارا بھی کریمنل لاء تھا۔ ان کا سول لاء ہے تو ہمارا بھی سول لاء تھا۔ لہٰذا اب اس کو قائم بھی کیا جائے۔ یہ جذبہ پورے عالم اسلام میں پیدا ہوا۔ چنانچہ انڈونیشیا کی مسجومی پارٹی، برصغیر کی جماعت اسلامی، ایران کی فدائین پارٹی، عرب دنیا کی اخوان المسلمون جیسی تحریکیں اُٹھیں، تاکہ اسلام کو نافذ کریں۔ یہ اور بات ہے کہ یہ تحریکیں منہج یا طریق کار (methodology) کے معاملے میں مار کھا گئیں۔ ایک تو انہوں نے ایمان پر اتنا زور نہیں دیا جتنا دینا چاہیے تھا اور دوسرے یہ کہ اسلامی نظام قائم کرنے کے لیے نبویؐ طریق کی بجائے آج کے دور کی رائج چیزیں لے کر انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم اسلام قائم کر دیں گے۔ حالانکہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ وہ تحریکیں بھٹک گئیں اور کہیں بھی کامیاب نہیں ہو سکیں۔ لیکن اس امت کی خاکستر میں شرار آرزو اب تک موجود ہے۔ اسی سے مغرب خوفزدہ ہے۔ افغانستان میں بھی انھیں یہی اندیشہ ہو گیا تھا۔ طالبان دور میں اگرچہ وہاں پر صرف چند شرعی سزائیں نافذ ہوئی تھیں مگر اس کا نتیجہ بھی یہ نکلا تھا کہ افغانستان کا 95% علاقہ (جو طالبان کے کنٹرول میں تھا) جرائم سے پاک ہو گیا۔ امیر المومنین ملا عمر کے ایک حکم پر پوست کی کاشت ختم ہو گئی۔ دنیا نے طالبان سے پہلے افغانی حکمران کو بلین کے بلین ڈالر دیے کہ اِسے روکو، لیکن پوست کی کاشت بند نہیں ہوئی کیونکہ وہاں کے وارلارڈز اسی سے کمائی کرتے ہیں۔ اس میں ان کے وزراء بھی شامل ہیں۔ ان کے گورنر بھی شامل ہیں۔ بہرحال وہاں اسلامی نظام کی ابھی چند پتیاں ظاہر ہوئی تھیں کہ سرمایہ دارانہ نظام کے محافظ ڈر گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ معاملہ اگر آگے بڑھ گیا تو ان کے نظام کے لیے خطرہ بن جائے گا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال جیسے سیکولر شخص نے افغانستان کے دورے کے بعد کہہ دیا تھا کہ جو حالات میں کابل میں دیکھ کر آیا ہوں اگر چند اور مسلمان ممالک میں یہ حالات ہو جائیں تو پوری دنیا اسلام لے آئے گی۔ اس حوالے سے انھیں خطرہ ہے کہ یہ نظام ہمارے ساتھ ٹکرا جائے گا اور ہمیں ختم کر دے گا۔ اگر اس کی جھلک بھی دنیا نے دیکھ لی اور کہیں کسی بڑے ملک میں یہ نظام قائم ہو گیا تو ہمارا نظام ختم ہو جائے گا۔ واقعتاً اسلام کا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام اگر کسی ایک ملک کے اندر قائم ہو جائے تو دنیا میں جتنے بھی نظام ہیں ان کے تار و پود بکھر کر رہ جائیں گے۔ یہ ہے وہ بات جس کی وجہ سے وہ دین اسلام کے سخت خلاف ہیں، البتہ تصور مذہب کے خلاف نہیں ہیں۔

سوال: پاکستان کے بارے گفتگو میں آپ نے سخت مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ کیا آپ کو پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: آپ نے میری دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔ یہ بات میں بہت عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ زمینی حقائق کے تناظر میں مجھ پر مایوسی طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن پچھلی چار سو سال کی تاریخ اور مستقبل کے بارے حضور ﷺ نے جو پیشین گوئیاں فرمائی ہیں ان کے حوالے سے مجھے اُمید اب بھی ہے۔ ایک طرف یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کے حالات بہت خراب ہیں۔ اسلام جو پاکستان کی مثبت بنیاد تھی، اُسے ہم نے قائم نہیں کیا، چنانچہ یہ مثبت اساس منہدم ہو چکی ہے۔ اسی طرح منفی بنیاد ہندو کا خوف تھا۔ ہندو کے انتقامی جذبہ سے تحفظ کے لیے ہمیں ایک علیحدہ ملک چاہیے تھا۔ اب وہ منفی بنیاد بھی ختم ہو رہی ہے اور امریکہ کے دباؤ میں آکر بھارت سے نارملائزیشن کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ پاکستان اپنا جواز کھو چکا ہے۔ لیکن دوسری طرف نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئیاں ہیں، جن کی وجہ سے میں پُر امید ہوں۔ ان احادیث کے مطابق حضرت مہدی کا ظہور عرب کے علاقے میں ہوگا اور ان کی حکومت کو جمانے کے لیے مشرقی ملک سے فوجیں جائیں گی۔ اسی کو ایک حدیث کے حوالے سے اقبال نے کہا تھا:

میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

اب وہ مشرقی ملک کون سا ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ پاکستان اور افغانستان کا علاقہ ہے۔ ایک حدیث میں اس علاقے کا نام خراسان آیا ہے۔ خراسان کی مرکزی پٹی موجودہ پاکستان میں ہے، جبکہ کچھ حصہ افغانستان میں اور باقی حصہ ایران میں ہے۔ ایران میں تو خراسان نام کا صوبہ بھی موجود ہے۔ پاکستان میں مالاکنڈ سے اُوپر سوات، دیر اور چترال کا علاقہ ماضی کے خراسان کا حصہ تھا۔ اقبال نے اگرچہ اپنے لیکچرز میں مہدی کے تصور کی نفی کی ہے، لیکن اپنے اشعار میں مہدی کا ذکر کیا ہے:

خضرِ وقت از خلوتِ دشتِ حجاز آید بروں
کارواں زیں وادیٔ دور و دراز آید بروں

وقت کا امام، خضر، راہنما، راستہ بتانے والا دشتِ حجاز کی خلوت سے برآمد ہوگا اور اس کی مدد کے لیے جو کارواں چلے گا وہ دور دراز کی وادی سے چلے گا۔ یہاں خضر وقت کے حوالے سے شیعہ اور سنی دونوں کے تصورات آکر مل جاتے ہیں۔ شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت مہدی بارہ سو برس سے کسی غار میں چھپے ہوئے ہیں اور حجاز سے برآمد ہوں گے۔ ہمارے نزدیک بھی روایات میں یہ ہے کہ جب عرب میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی تو ایک شخص مدینہ سے بھاگ کر مکے میں اس لیے چھپ جائے گا کہ لوگ اس کی طرف نظریں اُٹھا کر دیکھ رہے ہوں گے کہ یہ

لوگوں کی راہنمائی کرے لیکن وہ اس ذمہ داری سے بھاگے گا۔ وہاں سے اس چھپے ہوئے شخص کو لوگ تلاش کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، حالانکہ وہ نہیں چاہے گا کہ اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔ ان کی مدد کے لیے کارواں وادیٔ دور دراز سے جائے گا۔ میرے نزدیک اس وادی سے مراد وادیٔ سندھ کا علاقہ ہے، اس لیے کہ ہمارے سارے دریا دریائے سندھ میں جا رہے ہیں۔ افغانستان سے سارے دریا بھی آ کر سندھ میں مل رہے ہیں۔ مشرقی افغانستان کا پختون علاقہ بھی اصل میں اسی وادیٔ سندھ کا حصہ ہے۔ لہٰذا یہاں سے کارواں نکلے گا۔ اسی طرح پاکستان کے معجزانہ قیام کے پیچھے چار سو سال کی تاریخ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اس کا ایٹمی صلاحیت کا حامل ہو جانا بھی معجزہ ہے۔ ان ساری چیزوں اور مستقبل کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئیوں سے مجھے اُمید ہے کہ کوئی معجزہ رونما ہو سکتا ہے۔ یہ امید اقبال کے کلام میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

اور۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اور۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

سوال : مشرق وسطیٰ میں آتش فشاں کی کیفیت ہے۔ آپ اس کو اس بڑی جنگ کا حصہ سمجھتے ہیں جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے یا یہ کوئی علاقائی معاملات ہیں؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: دراصل کتب احادیث کے ”باب الملاحم“ میں جنگوں کے ایک سلسلے کا ذکر ہے۔ ان ملاحم کا سلسلہ خلیج کی جنگ سے شروع ہو چکا ہے۔ اس کشمکش کے پیچھے اصل میں گریٹر اسرائیل کا قیام مقصود ہے۔ صدام حسین نے 1991ء میں جنگ خلیج کے دوران بہت گہری بات کہی تھی کہ یہ جنگ اُم المحارب (یعنی جنگوں کی ماں) ہو گی اور اس کے بطن سے بہت سی جنگیں جنم لیں گی۔ اس وقت عالمی منظرنامے پر دو چیزیں سمجھنے کی ہیں: (1) یہودی اور نیوکان عیسائی (جن میں بپٹسٹ، پروٹسٹنٹس اور ایونجلسٹ شامل ہیں، ان کو کرسچین زائنسٹ بھی کہا جاتا ہے۔) یہ لوگ چار چیزوں پر متفق ہو چکے ہیں: (1) مڈل ایسٹ میں ایک بہت بڑی جنگ (2) گریٹر اسرائیل کا قیام (3) مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کا انہدام اور تھرڈ ٹیمپل کی تعمیر (4) اس میں تختِ داؤدی لا کر رکھنا۔

یہ چیزیں مذہبی سطح پر اس وقت تحریک دلا رہی ہیں۔ امریکی انتظامیہ میں یہودی اور نیوکانز چھائے ہوئے ہیں۔ موجودہ عالمی کشاکش ایک خاص مذہبی انداز کا پس منظر رکھتی ہے۔ عراق پر جنگ اسی لئے مسلط کی گئی تھی، جبکہ بظاہر دنیا کے سامنے وہاں جراثیمی اور کیمیائی ہتھیاروں کی موجودگی کا جھوٹا بہانا بنایا گیا۔ بے شرمی کی انتہا ہے کہ آج تک وہ یہ بات ثابت نہیں کر سکے۔ ان کے اپنے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ ان کو یہ کیا ہو گیا ہے، لیکن ان کا مذہبی جنون کہتا ہے کہ ہمیں گریٹر اسرائیل بنانا ہے، ہم نے مڈل ایسٹ کا نقشہ بدلنا ہے۔ عراق تو ان کے قبضہ میں آ ہی گیا۔ یہود پہلے کہتے تھے کہ ہمارا گریٹر اسرائیل دریائے فرات تک ہو گا، اب کہتے ہیں کہ ہم آگے دجلہ تک لیں گے، تا کہ عراق کا زرخیز دوآبہ بھی ہمارے پاس آ جائے۔ اس کے ساتھ لبنان، شام، ترکی کا جنوبی حصہ بھی لینا ہے۔ اس جنوبی حصے سے پانی کے بند باندھ کر اسرائیل کے اندر لائیں گے۔ مصر کا صحرائے سینا بھی ان کے نقشے میں شامل ہے۔ جوشن کا علاقہ، جہاں حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو آباد کیا تھا وہ بھی لینا ہے۔ وہ سعودی عرب کے شمالی حصہ کو بھی مدینہ سمیت گریٹر اسرائیل کا حصہ بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ (احادیث میں یہی آیا ہے کہ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا)۔ اس منصوبے کی تکمیل میں یہود کا ایک بڑا ہتھیار مالیاتی استعمار ہے۔ اُن کی پلاننگ کے مطابق یہود اور مغربی مالیاتی استعمار پوری دنیا پر حاکم ہو گا اور دنیا کے باقی لوگ ورکرز کی حیثیت سے کام کریں گے۔ سرحدی لکیریں بے معنی ہو جائیں گی۔ ملک ختم ہو جائیں گے۔ بڑی بڑی ملٹی نیشنلز کے ایمپائر بنیں گے اور اس سے یہ پوری دنیا کی معیشت کو کنٹرول کریں گے۔ ماضی میں استعماریت کا انداز یہ تھا کہ ہندوستان کو فتح کرو۔ مگر اب یہ انداز بدل گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آم کھانے ہیں، پیڑوں سے کیا غرض ہے۔ لہٰذا ملکوں پر قبضہ کرنے کی بجائے ان کی معیشت کو کنٹرول کرو۔ اس طرح اب غیر یہودی کام کریں گے اور یہودی سود کے ذریعے سے ان کی ملائی کھینچ لیں گے۔ ان کے نزدیک غیر یہودی Goems (حیوانات) ہیں۔ وہ ان حیوانات کے ذریعے سے معاشی مفاد حاصل کریں گے۔ یہ ہے ان کا پروگرام جو چل رہا ہے اور وہ ایک ایک قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ بہر حال ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا۔ احادیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا، تو وہ دجال اور یہود کا خاتمہ کر دیں گے اور پھر کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو جائے گا۔

سوال : امریکہ جس طرح مشرق وسطیٰ میں یہودیوں کو گریٹر اسرائیل بنا کر دینا چاہتا ہے، کیا جنوبی ایشیا میں ہندوستان کو بھی وہی پوزیشن دینا اُس کے پیش نظر ہے جو اس نے اسرائیل کو مشرق وسطیٰ میں دی ہے؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: جی ہاں، اس میں کوئی شک نہیں۔ اصل میں صورت حال یہ ہے کہ پچھلی صدی میں سرد جنگ کا ہدف Containment of USSR تھا۔ اب ان کا ہدف Conainment of China ہے۔ روس کے بعد انہیں اب چین سے خوف ہے۔ لہٰذا اس کے مدمقابل کے طور پر وہ بھارت کو تیار کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ اب ایک سرکل میں (افغانستان، قازقستان اور دوسری ریاستیں) امریکا کے زیر اثر آ چکی ہیں۔ دوسری طرف انڈیا ہے اور درمیان میں پاکستان ہے۔ ان کے نزدیک اگر پاکستان سر جھکا کر بھارت کی منڈی اور اس کی طفیلی ریاست بن جائے تو یہ تب ہی ایک ملک کے طور پر زندہ رہ سکتا ہے۔ پھر وہ ہمیں کچھ مراعات بھی دے دیں گے اور ہو سکتا ہے کچھ نہ کچھ پانی بھی ہمارا چھوڑ دیں۔ لیکن اس صورت میں ہماری کوئی آزاد خارجہ پالیسی نہیں ہو گی بلکہ وہی صورت ہو گی جیسی نیپال کی ہے۔ بس اس سے زیادہ وہ کوئی سٹیٹس پاکستان کو نہیں دینا چاہتے۔ اس ہدف کی راہ میں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لیے وہ مختلف چالیں چل رہے ہیں۔ اس کام کے لیے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارا کمیونیکیشن سسٹم جام کر دیں، ایسی صورت میں ہمارا نیوکلیئر سسٹم کیا کرے گا۔ صدام کے ساتھ بھی انہوں نے یہی کیا تھا۔ پہلی جنگ میں اس کا سارا کمیونیکیشن نظام ختم کر دیا تھا۔ اس کا کوئی جہاز تو اڑ ہی نہیں سکا تھا۔ اگر وہ ہماری بجلی ہی ختم کر دیں تو پورے ملک کا کیا حشر ہو جائے

گا۔ بہرحال ان کی پلاننگ یہی ہے کہ کسی طریقے سے ہماری ایٹمی قوت کو نیوٹرلائز کر دیں اور دوسری طرف بھارت اور افغانستان کے ذریعے ہمیں دبایا جائے۔ یہ ان کی منصوبہ بندی ہے، ضروری نہیں کہ ایسا ہی ہو۔ اُمید یہی ہے کہ وہ اپنے منصوبوں میں ناکام ہوں گے۔

سوال: کیا اس معاملے میں چین کسی ردّ عمل کا اظہار نہیں کرے گا؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: چین میں ابھی ہمت نہیں ہے۔ افغانستان پر امریکی حملے کے وقت پرویز مشرف اگر کھڑا ہو جاتا، اس کے ساتھ دوسرے مسلمان ممالک اور چین بھی کھڑا ہو جاتا تو ہمارا تورابورا ممکن نہیں تھا جس کے ڈر سے پرویز نے امریکا کا ساتھ دیا تھا۔ کیونکہ چین یہ کسی صورت گوارا نہ کرتا۔ لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ چین اسی طرح خاموش رہے گا۔ وہ اپنی ساری قوت ادھر صرف کریں گے کہ چین اور روس ایک ہو جائیں۔

سوال: چین کو گوادر بندرگاہ اور کوسٹل ہائی وے کے ذریعے دوسری دنیا کے ساتھ ملانے کے لیے ہم راستہ دے رہے ہیں، اگر پاکستان بھارت کا بغل بچہ بن جائے گا تو اس سے کیا چین کو بھی بہت بڑا نقصان نہیں ہوگا؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: اس وقت تو چین دنیا میں معاشی طور پر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے اسے سوچنا پڑے گا کہ میں ایڈیشنل سہولتوں کے لیے کتنا بڑا رسک لوں۔ میں کوئی پیشین گوئی نہیں کرتا، لیکن مختلف سیناریوز ہیں۔ یہ تو وقت بتائے گا کہ چین کتنا آگے بڑھ کر کنفرنٹیشن میں آتا ہے۔ تاہم ابھی وہ اس موڈ میں نظر نہیں آتا۔

[مرتب: فرقان دانش]

قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

خصوصی رپورٹ

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کا ششماہی اجتماع

(مرتبہ: بیگم شیخ رحیم الدین)

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کا ششماہی اجتماع 11 جنوری 2014ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے نو تا ایک بجے خواتین ہال قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں منعقد ہوا، جس کی صدارت ناظمہ علیا صاحبہ نے فرمائی۔ پروگرام کو نائب ناظمہ امۃ المعطی صاحبہ نے کنڈکٹ کیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کی سعادت اسرہ گڑھی شاہو کی ایک بزرگ رفیقہ نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی تلاوت کی۔ اس کے بعد دس نئی رفیقات کا تعارف حاصل کیا گیا۔ ہر رفیقہ نے چند منٹ میں اپنے خیالات وحالات کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ وہ کیسے تنظیم میں آئیں اور شمولیت کے بعد اُن میں کیا تبدیلی آئی۔ اس کے بعد نائب ناظمہ صاحبہ نے راولپنڈی سے ایک بہن کا خط پڑھ کر سنایا۔ اُن کے بعد امۃ المغنی صاحبہ نے سورۃ النور کی چند آیات کی روشنی میں اپنے فکر انگیز خطاب میں ایمان حقیقی کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک سچے مومن مرد اور عورت کا اصل سرمایہ اطاعت رسول اللہ ﷺ ہے۔ سچے مومن وہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے، اور پوری زندگی آپ ﷺ کی سنت کے مطابق بسر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی غلبۂ دین کے لیے کوشاں اجتماعیت ہے۔ ہم سب کا مطمح نظر اللہ کی رضا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ بندگی رب کے تقاضے پورے کریں اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرنے کے لئے پورے خلوص واخلاص سے جدوجہد کریں۔ تنظیم کی رفیقات ڈسپلن کی پابندی کریں، اپنے آپ کو سمع وطاعت کا خوگر بنائیں، معروف میں امیر کی اطاعت لازم ہے، انفرادیت میں ماہانہ رپورٹ کی پابندی اور اجتماعیت میں اسرہ کے اجتماع اور ماہانہ اجتماع میں شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ نظم جماعت میں معاونہ سے بہتر رویہ رکھنا از حد ضروری ہے۔ انہوں نے ایک حدیث سنائی: جس میں نبی کریم ﷺ نے اس سوال کے جواب میں کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: تم اللہ کی اطاعت کے معاملے میں اپنے نفس سے جہاد کرو، یعنی اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت کا خوگر بناؤ۔

اسرہ واپڈا ٹاؤن کی معاونہ نے اپنی گفتگو میں رفیقات کی غفلت، اسروں میں عدم شرکت، اجتماعات اسرہ کو اہمیت نہ دینے جیسے معاملات پر رفیقات کو متوجہ کیا۔ نئی رفیقہ عظمیٰ رضاء الحق صاحبہ نے رفیقات سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تنظیمی زندگی میں اجتماعات کا مقصد ساتھیوں کو تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کا پیغام دینا اور ایک دوسرے میں ہمت وحوصلہ پیدا کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بندگی راحت اور بے بندگی فساد ہے۔ ہمیں چاہیے کہ بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی اطاعت میں لگائیں۔ جس طرح کائنات میں سورج چاند و دیگر اجرام فلکی اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں، اگر کسی ایک کا کام بھی رک جائے تو فساد فی الارض پیدا ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر وہ اس سے ہٹ جائے تو انتشار پیدا ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے دنیا اور جسمانی تقاضوں کی تسکین کو ہی اپنا مطلوب بنا لیا ہے۔ روح کے تقاضے فراموش کر دیئے ہیں۔ ہمیں روح اور اُس کے تقاضے پورے کرنی کی فکر کرنی چاہیے۔ انہوں نے بچوں کی تربیت کے حوالے سے بھی مفصل گفتگو کی۔ آخر میں امۃ المحصی صاحبہ نے ذاتی محاسبہ اور اسروں کی کارکردگی کے حوالے سے گفتگو کی اور فرمایا کہ رفیقات ومعاونات اپنے آپ کو متحرک کریں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اسروں میں بروقت حاضری اور نصاب کی تکمیل پر زور دیا اور رسائل میثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے مطالعہ کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ انہوں نے بچوں کے تربیتی نصاب کے حوالے سے بھی گفتگو کی اور اس ضمن میں مرکزی اسرہ کی شبانہ روز کوششوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اِس نصاب کی سفارشات مرکز تنظیم اسلامی کو بھجوا دی گئی ہیں۔ ان شاء اللہ جلد ہی منظوری کے مرحلہ سے گزار کر اسے معاونات تک پہنچا دیا جائے گا۔

اس کے بعد ناظمہ علیا صاحبہ نے مختصر خطاب کیا اور بچوں کی تربیت کے حوالے سے ماؤں کی کردار سازی کی اہمیت اجاگر کی۔ انہوں نے کہا کہ ماؤں کی صحیح تربیت ہوگی تب ہی وہ اپنے بچوں کی بھی صحیح تربیت کر سکیں گی اور مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے۔

آغوش مادر یہ اسکول پہلا — جہاں تربیت پاتے ہیں سارے اعضاء
جہاں لوحِ سادہ پہ کھنچتا ہے نقشہ — اترتا ہے ماں کے خیالوں کا چربہ

آخر میں تمام معاونات کو ان کی رفیقات کی انفرادی رپورٹس سال 2013ء کا جائزہ لے کر واپس کی گئیں، تاکہ وہ اسے آگے اپنی اپنی رفیقات کو پہنچا دیں اور وہ اپنی کمی کوتاہی کا جائزہ لے کر مزید بہتری کی جانب گامزن ہو سکیں۔ وقت کم تھا، جس کی بنا پر پروگرام کے دوران ہی رفیقات کو اُن کی نشستوں پر چائے پیش کی گئی۔ امۃ المحصی صاحبہ کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

حدیبیہ یا ویتنام؟

جاوید چودھری

حدیبیہ مکہ مکرمہ سے 12 میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ یہ گاؤں ایک کنوئیں کے گرد آباد تھا۔ یہ کنواں حدیبیہ کہلاتا تھا اور یہ گاؤں بھی اس کنوئیں کے مناسبت سے حدیبیہ ہو گیا۔ حدیبیہ ایک گمنام گاؤں تھا اور یہ گاؤں شاید آج تک دنیا کے کروڑوں دیہات کی طرح گم نام رہتا، مگر 1385 سال قبل ہمارے رفیع الشان رسول ﷺ کی نعلین شریفین نے اس گاؤں کی زمین کو چھولیا اور صرف ایک لمس کے صدقے یہ گاؤں دنیا کے سب سے بڑے سفارتی اصول کا قبلہ بن گیا اور آج دنیا کے کسی بھی کونے میں میں دو متحارب فریقین کے درمیاں معاہدہ ہوتا ہے تو وہ نسل، مذہب، زبان اور فرقے سے بالاتر ہو کر اس معاہدے کو ''حدیبیہ اکارڈ'' قرار دے دیتے ہیں۔ 1385 سال قبل ہونے والا یہ معاہدہ محض معاہدہ نہیں تھا، یہ دنیا میں جدید سفارت کاری کی بنیاد بھی تھا۔ یہ معاہدہ دو گروہوں یا دو انسانوں کے درمیان بھی نہیں تھا۔ یہ معاہدہ اللہ اُس کے رسول ﷺ اور ان کفار کے درمیان تھا جن کا غرور مٹی میں مل چکا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنی انا کا شملہ بلند رکھنا چاہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی انا کو مزید ایک سال کی مہلت دے دی اور اس مہلت نے ثابت کر دیا، آپ اگر کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں تو آپ کی یہ پسپائی آپ کو دائمی فتح کی طرف لے جائے گی لیکن آپ نے اگر اس کے برعکس فیصلہ کیا تو آپ کے تمام دشمن ایک بار پھر اکٹھے ہو جائیں گے اور ان کا یہ اجتماع آپ کی فتح کو دور لے جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ پندرہ سو صحابہؓ کے ساتھ یکم ذیقعد چھ ہجری کو عمرے کے لیے روانہ ہوئے۔ قربانی کے ستر اونٹ بھی اس قافلے میں شامل تھے۔ قافلے نے مدینہ سے نکل کر ذوالحلیفہ نامی گاؤں میں احرام باندھ لئے مگر قریش نے اعلان کر دیا، ہم مدنی قافلے کو مکہ کی حدود میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ قریش نے مسلمانوں کو روکنے کے لئے پہلے بدیل بن ورقا کو حدیبیہ بھجوایا، وہ قائل ہو کر واپس چلا گیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ کو بھجوایا، وہ بھی قائل ہوا اور واپس چلا گیا۔ قریش نے پھر عروہ بن مسعود ثقفی کو بھجوایا، وہ بھی مسلمانوں کے ارادے سے متفق ہو گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ بھجوایا، لیکن قریش اپنی ضد کا جھنڈا سرنگوں کرنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ قریش نے آخر میں سہیل بن عمرو کو مسلمانوں سے تفصیلی مذاکرات اور معاہدہ کی ذمہ داری سونپ دی۔ رسول اللہ ﷺ معاہدے کے لیے تیار ہو گئے۔ معاہدے کے دوران سہیل بن عمرو کا رویہ انتہائی توہین آمیز اور معاہدے کی شرائط مسلمانوں کے وقار سے انتہائی منافی تھیں، مگر اللہ کے نبی ﷺ کی پیشانی پر شکن تک نہ آئی۔ معاہدے کی شرائط حضرت علیؓ تحریر فرما رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے معاہدے کے اوپر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی۔ سہیل بن عمرو فوراً بولا ''ہم تمہارے رحمٰن کو نہیں مانتے، آپ معاہدے کو بسمک اللھم سے شروع کریں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ شرط مان لی، حضرت علیؓ نے تحریر کیا ''یہ صلح نامہ جو محمد رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو سے کیا'' سہیل بن عمرو تیز آواز میں بولا ''ہم اگر محمد ﷺ کو رسول مانتے تو آپ لوگوں سے کبھی لڑائی نہ کرتے، لکھو جو محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے کیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا ''آپ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کاٹ کر محمد بن عبداللہ تحریر کر دیں۔'' حضرت علیؓ نے عرض کیا میں یہ گستاخی نہیں کر سکتا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اس جگہ انگلی رکھ دو، جہاں میرا نام تحریر ہے'' حضرت علیؓ نے اپنی انگشت شہادت اس جگہ رکھ دی۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ سے قلم لیا اور اپنے دست مبارک سے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کاٹ دیئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے محمد بن عبداللہ کے الفاظ تحریر کر دیئے۔ اس کے بعد سہیل بن عمرو نے معاہدے کی آٹھ شرائط لکھوائیں۔ میں جب بھی یہ شرائط پڑھتا ہوں، میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ شرائط مسلمانوں کے لیے اس قدر توہین آمیز تھیں کہ حضرت عمرؓ جیسے شخص بول پڑے ''یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں، کیا ہم مسلمان نہیں ہیں اور کیا یہ لوگ مشرک نہیں ہیں؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بے شک ہم ہیں لیکن میں کسی بھی طرح اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔'' معاہدہ ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے رفقاء کے ساتھ نماز ادا کی، قربانی کے اونٹ ذبح کیے، سر کے بال منڈوائے اور خانہ کعبہ کا طواف کئے بغیر احرام کھول دیئے اور یوں قافلہ عمرہ کے بغیر مدینہ واپس آ گیا۔

یہ معاہدہ تین لحاظ سے حیران کن تھا، ایک نبی اکرم ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کٹوا دیا اور اپنے دست مبارک سے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کاٹ دیئے اور یہ وہ بنیادی اصول تھا جس پر مسلمانوں اور کفار میں جنگ چل رہی تھی۔ مسلمانوں نے اگر اتنی ہی لچک دکھانی تھی تو یہ لوگ یہ لچک مکہ میں رہ کر بھی دکھا سکتے تھے اور یوں ہجرت اور جنگوں کی ضرورت نہ پڑتی۔ کوئی مسلمان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کاٹنا اور رسول اللہ ﷺ کے اسم مبارک پر قلم پھیرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ حضرت علیؓ نے بھی نبی اکرم ﷺ کے حکم کے باوجود یہ جسارت نہیں کی۔ نبی اکرم ﷺ پھر اس حد تک کیوں چلے گئے؟ یہ منطق آج کے دنیاوی ذہن نہیں سمجھ سکتے۔ دوسرے، آپ سچے بھی ہوں، تگڑے بھی ہوں اور آپ یہ بھی جانتے ہوں، آپ کا دشمن کمزور ہو چکا ہے، یہ شہر سے باہر نکل کر لڑنے کی ہمت نہیں رکھتا لیکن آپ اس کے باوجود ایسی شرائط پر معاہدہ کر لیں کہ آپ کے قریب ترین ساتھی بھی یہ پوچھنے پر مجبور ہو جائیں ''کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول نہیں ہیں، کیا ہم مسلمان نہیں ہیں اور کیا یہ مشرک نہیں ہیں۔'' نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہؓ کو اس حد تک کیوں لے گئے؟ اس نقطے کو بھی کوئی عام انسان نہیں سمجھ سکتا۔ اور تیسرے یہ کہ آپ مشرکین سے معاہدے کی وجہ سے طواف کئے بغیر احرام کھول دیں اور حدیبیہ میں جانور ذبح کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اسلام کی اتنی بڑی روایت کیوں توڑ دی؟ یہ منطق بھی آج کا ذہن نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن قربان جائیں رسول اللہ ﷺ کی فراست پر کہ یہ معاہدہ صرف ایک سال بعد ایسا ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوا جس نے مکہ کو پکے ہوئے پھل کی طرح مسلمانوں کی جھولی میں گرا دیا اور وہ مسلمان جو ایک سال پہلے تک اس معاہدے کو شک کی نظروں سے دیکھ رہے تھے وہ کعبہ کے اندر سے بت اٹھا رہے تھے اور ان بتوں کو کعبہ کی دہلیز پر مار مار کر توڑ رہے تھے اور یوں اس ایک معاہدے نے دنیا کی پوری سفارتی تاریخ بدل دی۔ اس معاہدے نے دنیا کو بتا دیا، آپ کو اگر بڑی فتح، بڑے امن اور بڑے کاز کے لیے کوئی ایسا معاہدہ بھی کرنا

پڑے جس پر آپ کے اپنے ساتھیوں کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں اور وہ آپ کا دامن پکڑ کر یہ پوچھنے پر مجبور ہو جائیں ''کیا ہم سچے نہیں ہیں، کیا یہ لوگ ہمارے بچوں کے قاتل اور فسادی نہیں ہیں اور کیا ہم ان سے لڑنے کی ہمت اور استطاعت نہیں رکھتے'' تو بھی آپ یہ معاہدہ کر گزریں اور آپ کو اس معاہدے کے لیے خواہ مخالفوں کی کوئی بھی شرط ماننا پڑے، آپ مان جائیں کیونکہ فتح بہر حال حدیبیہ میں بیٹھے لوگوں ہی کو نصیب ہوتی ہے۔

آپ معاہدۂ حدیبیہ کی روشنی میں طالبان کے ایشو کو دیکھئے۔ طالبان پاکستان کے آئین کو نہیں مانتے، پاکستان کا آئین ہماری کمزوری ہے، ہم اس پر کمپرومائز نہیں کر سکتے، مگر میرا مشورہ ہے، آپ ان کی یہ شرط مان جائیں کیونکہ یہ شرط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محمد رسول اللہ ﷺ کے نام سے بڑی نہیں، یہ لوگ ہمارے بچوں، معصوم شہریوں کے قاتل بھی ہیں لیکن آپ اس کے باوجود بڑے امن کے لیے ان کے ساتھ معاہدہ کر لیں کیونکہ یہ قاتل ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کے قاتلوں سے بڑے نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے حدیبیہ کا معاہدہ کرتے ہوئے اپنی صاحبزادیوں پر تشدد کرنے والوں، حضرت امیر حمزہؓ کے قاتلوں اور ہجرت پر مجبور کرنے والوں کو بھی فراموش کر دیا تھا۔ آپ ان کے ساتھ میز پر بیٹھ جائیں، ہو سکتا ہے لوگ اس کو ریاست کی پسپائی قرار دیں لیکن آپ کی پسپائی طواف کے بغیر احرام کھولنے سے بڑی پسپائی تو نہیں ہو گی اور احرام بھی کن کن ہستیوں نے کھولا، آپ ذرا تصور کیجئے آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم لوگ کتنے ہی پارسا، نیک اور عظیم ہو جائیں مگر ہماری پارسائی حدیبیہ کے قافلے میں شامل ایک شخص کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہو سکتی اور ہمارے ریاست کو اگر طالبان کے ساتھ ان کی مرضی کا معاہدہ بھی کرنا پڑے تو کر جایئے کیونکہ ہماری ریاست نبی اکرم ﷺ کی ریاست سے بڑی اور معتبر نہیں ہو سکتی۔ آپ ایک بار جھک کر دیکھ لیجئے، یہ معاملات حل ہو جائیں گے کیونکہ ریاست اس وقت درجنوں مسائل کا شکار ہے، ہمیں اندرونی اور بیرونی چیلنجز کا سامنا ہے اور ہم نے اگر اس نازک وقت میں ان لوگوں کے ساتھ بھی جنگ چھیڑ لی تو ہمارے مسائل میں اضافہ ہو جائے گا، ہمارے زخم بڑھ جائیں گے۔ ہمیں اپنے قدم جمانے کے لیے اپنے معاشی مسائل کے خاتمے کے لئے اور قوم کو اکٹھا کرنے کے لیے تین سال کا عرصہ درکار ہے، ہم اگر ان کے ساتھ معاہدہ کر کے یہ تین سال حاصل کر لیتے ہیں تو ہم کامیاب ہو جائیں گے ورنہ دوسری صورت میں یہ جنگ پاکستان کی گلیوں میں منتقل ہو جائے گی، اس کو نئے کمانڈر مل جائیں گے اور یہ کمانڈر ہمیں منزل سے دور لے جائیں گے، دور بہت دور۔

ہم نے آج فیصلہ کرنا ہے، ہم نے حدیبیہ کی طرف جانا ہے یا پھر معاہدہ ویتنام کی طرف، ہم نے انا کا شملہ نیچے کرنا ہے یا پھر ویتنام کی طرح لاشیں اٹھانی ہیں، فیصلہ آپ نے کرنا ہے، بہر حال آپ ہی نے۔

(بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

یاد رفتگاں

مانوس اجنبی چل دیا

ظفر الطاف

تنظیم اسلامی گلستان جوہر II کے نقیب اُسرہ منصور الحق بھائی کل تک ہمارے ساتھ تھے۔ دسویں محرم کو جمعہ تھا اور چھٹی بھی تھی۔ گلستان جوہر II کے تمام اسرہ جات مقامی مساجد میں جمعہ کی نماز کے بعد انسداد فحاشی کے حوالے سے دستخطی مہم جاری رکھے ہوئے تھے۔ منصور بھائی نے صفورہ گوٹھ کی دو مساجد میں مہم میں حصہ بھی لیا اور نگرانی بھی کی۔ ساتھیوں سے رخصت ہوئے اور تمام گھر والوں کو بلایا۔ بیٹے، بہو، داماد اور سب گھر والوں سے عریانی و فحاشی کے خلاف دستخطی فارم پر دستخط لئے۔ رات گئے سر میں شدید درد بتانے لگے بلڈ پریشر کی شکایت تھی۔ اس کی دوا بھی کھاتے تھے۔ ان کے بیٹے فوراً ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال لے کر دوڑے، لیکن چھٹی اور رات ہونے کی وجہ سے صرف Emergency available تھی، حتیٰ کہ جناح کارڈیو ہسپتال بھی گئے لیکن انہوں نے کہا کہ ان کا کیس بگڑ چکا ہے اور متعلقہ ڈاکٹر ہی ان کو دیکھے گا اور صبح کا انتظار کریں۔ صبح سحری کے وقت ان کا انتقال ہو گیا، جبکہ بچے ان کا عباسی شہید ہسپتال میں علاج کرا رہے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منصور بھائی کی عادات ہم سب رفقاء کے لئے مشعل راہ ہیں۔ انتہائی سادہ مزاج، نہایت کم گو، اپنے کام سے کام رکھنے والے۔ نقباء کے اجتماع میں بھی کم ہی کلام کرتے تھے۔ کبھی ان کی طرف سے اعتراض آیا ہی نہیں۔ اب ذرا خاندانی اور تنظیمی معاملات کا جائزہ لیں۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں کلرک تھے۔ تنخواہ و اخراجات کا تخمینہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ عیال دار 11 بچے (7 لڑکے 4 لڑکیاں)۔ 2 لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں کرائیں۔ کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ روزانہ صفورہ گوٹھ سے ملیر کینٹ، وہاں سے قائد آباد اور قائد آباد سے پری کی بس پکڑتے تھے۔ یہ روزانہ کا معمول تھا۔ 2005 میں تنظیم میں شامل ہوئے۔ اُس وقت رضوان سوسائٹی اور گلستان جوہر ملا کر ایک تنظیم تھی، تب سے ڈاکٹر صاحب کے اس پسندیدہ شعر کی مانند۔

واپس نہیں پھیرا کوئی پیغام جنوں کا
تنہا نہیں لوٹی کبھی آواز جرس کی

کچھ اس طرح اپنے آپ کو تنظیم کے لئے وقف کیا کہ نہ کبھی ماہانہ انفاق میں تعطل ہوا اور نہ کبھی خصوصی انفاق سے اجتناب کیا۔ اتنی مشکل، تھکا دینے والی سروس کے بعد بھی پروگراموں میں حاضری تقریباً 100 فیصد رہی ہے۔ گشت چاہے دورۂ قرآن کے لئے ہو یا آگاہی منکرات مہم کے لئے، ہر جگہ منصور بھائی اپنی ذمہ داری نبھاتے ہی نہیں، مکمل کرتے نظر آتے تھے۔ دو ماہ پہلے ان کے گھر کے قریب صفورہ گوٹھ کو توسیعی دعوت کے لئے چنا گیا۔ ان کی کوششوں سے اطراف کے کافی لوگوں نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ موصوف کے پاس کوئی سواری نہیں تھی۔ اس کے باوجود بطور نقیب ہر رفیق کا گھر جانتے تھے اور ندائے خلافت اپنے اسرہ کے ہر رفیق کو پہنچاتے تھے۔ پچھلے دو سال سے مقامی تنظیم کی الہدیٰ لائبریری کی ذمہ داری بھی اُنھیں کی تھی۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران ٹرانسپورٹ کی ذمہ داری بھی انہیں کے سپرد تھی۔ دوبار مبتدی اور ملتزم کورسز کئے۔ ایک سالہ قرآن فہمی کورس گلستان جوہر اکیڈمی سے کیا اور رضوان سوسائٹی سے تقریباً تین کلومیٹر کا فاصلہ روزانہ پیدل طے کر کے آتے تھے۔ مانوس اجنبی تھے، اس لئے کہ دیگر تناظیم تو کیا گلستان جوہر II میں بھی بہت سے لوگ ان کے چہرہ شناس نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے، ان کی قبر کو باغ بہشت بنائے، ان کے لواحقین کے صبر ایمان میں اضافہ اور انہیں مالی پریشانیوں سے آزاد فرمائے۔ (آمین)

ہم سب رفقاء کے لئے وہ یہ پیغام چھوڑ گئے کہ یقین اور جذبہ موجود ہو تو عسرت اور مصروفیت اللہ کی راہ میں آگے بڑھنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔

☆☆☆

Ten Reasons to Turn Off your TV

By Mark Stibich, Ph.D.

Turning off your television will gain you, on average, about 4 hours per day. Imagine if you took that time to exercise, give your brain a workout and develop strong relationships. Not only would you be adding years to your life, you would become more interesting, energetic, and fun. So take the plunge and try not watching TV for a week. At first it will be strange and awkward, but stick with it and soon you will love all the extra time.

1. Television Eats Your Time

The average U.S. adult watches more than 4 hours of television a day. That's 25 percent of waking time spent every day. Imagine if you suddenly had 25 percent more time -- that's three extra months per year! You could get in all your exercise, cook your meals from scratch and still have time left over to write a novel.

Over a lifetime, an 80-year-old person would have watched 116,800 hours of television, compared to only 98,000 hours of work. As a nation, adults watch 880 million hours of television every day or 321 billion hours per year. Whew! Imagine what could get done if we all just stopped watching TV.

2. Television makes you stressed

With the average of four hours a day gone, it's no wonder everyone is feeling stressed out and overwhelmed. We put aside paying bills, finishing projects, making phone calls and cleaning our homes to watch TV. We feel overwhelmed because of all the things we should be doing (exercising, spending time with family, eating right) go undone.

And when we feel overwhelmed, tired, and exhausted we don't have energy to anything but -- you guessed it -- watch TV. It is a dreadful cycle. So take a break from TV for a week and see what happens to your life.

3. Television Makes You Overweight

Eating while distracted limits your ability to assess how much you have consumed. According to Eliot Blass at the University of Massachusetts, people eat between 31 and 74 percent more calories while watching TV.

This could add, on average, about 300 calories extra per TV meal. Now consider that at least 40 percent of families watch TV while eating dinner. It becomes clear that TV is a big part of the obesity epidemic in the U.S. and that TV, in fact, makes you gain weight.

4. Television Makes You Uninteresting

Many people have whole conversations that are recaps of TV programs, sporting events and sitcoms. When asked about their real lives, there is little or nothing to report and no stories to tell (except the TV shows they have watched).

Life is too interesting and wonderful to spend your time either watching TV or recapping television to your friends. Find something interesting to do: volunteer, read, paint -- anything but watch more TV.

5. Television Ruins Your Relationships

A television is turned on an average of 7 hours and 40 minutes per day in many U.S. households. With the TV on that much, there is little time for you and your significant other or children to spend time together, share experiences, and develop deeper relationships.

Sitting together and watching TV does not grow a relationship. Turn that TV off and find something to do together --cooking, exercising, taking a walk, anything.

6. Television is Not Relaxation

TV is the opposite of exercise. If you are watching TV you are usually sitting, reclining or lying down. You are burning as few calories as possible. All that extra food you eat while

watching TV does not get burned off. Your brain goes into a lull.

But you are not relaxing -- your mind is still receiving stimuli from the TV, you are processing information and reacting emotionally. Have you ever found yourself thinking about TV characters? Do you ever dream about TV shows? These are signs that the brain is working hard to process all the TV you have been watching.

7. Television Loses Opportunities

If you are sitting and watching TV, nothing new or exciting is going to happen to you. New opportunities and ideas come from being out in the world, talking to people, and reading interesting things.

Watching TV isolates you. Nothing is going to change in your world if you are watching TV. Turn off the TV, go out into the world, talk to people, and see what happens.

8. Television is Addictive

Television can become addictive. Signs of TV addiction include:

- using the TV to calm down
- not being able to control your viewing
- feeling angry or disappointed in how much TV you watched
- feeling on edge if kept from watching
- feeling a loss of control while watching

If the idea of giving up TV for a week is horrifying, you may be addicted to television. Luckily, TV addiction is a habit and not a physical addiction like smoking. You should be able to control it once you are aware of the problem and make a decision to change.

9. Television Makes You Buy Things

By age 65, the average American has seen 2 million commercials. Your knowledge of products and brands comes from these TV commercials. Your perception of what you need also comes from these commercials.

If you didn't know that your iPod could talk to your running shoes, you wouldn't feel like your current shoes are too low-tech. If you didn't know about vacuums that never lose suction, your current vacuum would seem fine. Our perception of need is determined by what we see. Need less by watching less TV.

10. Television Costs Money

A basic cable package costs $43 (approx. 43,000 Rs.) per month and many packages cost much more than that. That comes to at least $500 (approx 500,000 Rs.) a year spent on TV. For that much money you could: buy a membership to every museum or zoo in your town or get a gym membership or buy a nice bicycle!

(Courtesy: TvTurnOff.org; US Census Bureau)

مرکز تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم

کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

آڈیو کیسٹ کے ساتھ ساتھ
آڈیو سی ڈی میں بھی دستیاب ہے

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس 1000 روپے

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے
ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org
سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

تنظیمِ اسلامی

67/اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔

مزید معلومات کیلئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے

فون نمبرز:36316638/36366638 فیکس:36313131

Email:markaz@tanzeem.org